SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Thursday, September 21, 1989

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at ten of the clock in the morning, with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ أُمَمٍ مِّن
قَبْلِكَ فَأَخَذْنَاهُم بِالْبَأْسَاءِ
وَالضَّرَّاءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُونَ ○
فَلَوْلَا إِذْ جَاءَهُم بَأْسُنَا
تَضَرَّعُوا وَلَٰكِن قَسَتْ قُلُوبُهُمْ
وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ مَا كَانُوا
يَعْمَلُونَ ○
فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ
فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ
شَيْءٍ حَتَّىٰ إِذَا فَرِحُوا بِمَا
أُوتُوا أَخَذْنَاهُم بَغْتَةً فَإِذَا هُم
مُّبْلِسُونَ ○
فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِينَ
ظَلَمُوا ۚ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ
الْعَالَمِينَ ○

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Thursday, September 21, 1989

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at ten of the clock in the morning, with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ
قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ
وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ ۝
فَلَوْلَآ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا
تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ
وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا
يَعْمَلُوْنَ ۝
فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ
فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ
شَيْءٍ حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ
اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ
مُّبْلِسُوْنَ ۝
فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ
ظَلَمُوْا ۭ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ
الْعٰلَمِيْنَ ۝

ترجمہ: اور آپ سے پہلے بھی ہم نے بہت سی امتوں پر رسول بھیجے پھر ہم نے اِن (امتوں) کو (ان کی نافرمانی کے باعث) سختی اور تکلیف میں ڈالا تاکہ وہ (ہمارے سامنے) گڑگڑائیں (اپنی غلطیوں کی معافی مانگ لیں۔ ہماری طرف رجوع ہوں)

پھر جب اِن پہ ہمارا عذاب آیا تو وہ کیوں نہ گڑگڑائے (کہ ہم عذاب و تکلیف دور کر دیتے) لیکن اِن کے (تو) دل سخت ہو گئے اور شیطان نے اِن کے اعمال اِن کی نظروں میں اچھے کر دکھائے وہ اپنی بداعمالیوں پر نازاں رہے اور ہم کو بھلا بیٹھے۔

پھر جب وہ اُس نصیحت کو جو انہیں (کتاب اللہ اور پیغمبروں کے ذریعہ) کی گئی تھی فراموش کر بیٹھے تو (ہم نے بھی اِن کو ڈھیل دی اور ان کے حال پر چھوڑا اور) ہم نے اِن پر ہر چیز (عیش و عشرت فراوانی رزق) کے دروازے کھول دیئے یہاں تک کہ جب وہ اُس پر جو انہیں ملا اترانے لگے (عیش و عشرت میں پڑ گئے) تو ہم نے اِن کو اچانک پکڑ لیا (بلا آثار کے اُن پر عذاب آیا) سو وہ ناامید ہو کر رہ گئے۔

یہی نہیں کہ اُن پر عذاب آیا بلکہ اِن کو نیست و نابود کر دیا گیا۔

پھر ان ظالم لوگوں کی جڑ ہی کاٹ دی گئی (اور شر کا انسداد کر دیا گیا یہ اللہ کی اپنے بندوں پر عنایت ہے) اور سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔

(سورۃ الانعام) ۴۲ تا ۴۵

QUESTIONS AND ANSWERS

Mr. Chairman: Question No. 64. Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui

Nuclear Plant for Power generation

64. ***Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui**: Will the Minister Incharge of the Prime Minister's Secretariat be pleased to state:

(a) whether the Government has any plan under consideration to import and establish nuclear plants for power generations, if so its details; and

(b) the progress if any, made in the installation of Nuclear Power Plant at Chashma, if not its reasons?

Khawaja Ahmed Tariq Raheem: (a) PAEC has made plans to meet the growing needs of eletricity in Pakistan by building a series of nuclear power plants.

In the short-term the plan is to purchase nuclear power reactors from abroad, while ensuring maximum indigenous participation by the Commission's engineers and scientists as well as local engineering industry. In this connection possibilities are being explored for supply of nuclear power plants from France and other countries. For the long term, indigenous capability to design, manufacture and

construct nuclear power plants is being developed as already approved by the Government.

(b) The installation of the 900 MW nuclear power plant at Chashma was approved by the Government in 1982 and international tenders were floated. However, inspite of persistent efforts none of the supplier states agreed to supply the plant because of political consideration.

However the French Government has shown interest in supplying a nuclear power plant under IAEA safeguards without insisting that Pakistan should sign the NPT. The acceptance of this offer is linked with the resolution of the outstanding issue of the reprocessing plant project. Negotiations are now underway between the two countries on this matter. It would, however, be premature at this time to give any further details or speculate about the outcome of these negotiations.

Mr. Chairman: Supplementary question?

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: Would the honourable Minister indicate as to why they have been waiting to get nuclear technology and assistance for the last 15 years and are not making any of its worth to get through the new resources or through private sector?

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : جناب چیئرمین! معزز رکن بھی جانتے ہیں کہ نیوکلیئر ٹیکنالوجی کے لئے بہت ساری constraints from abroad ہیں اور ہمارے پاس جو وسائل ہیں اس کے مطابق ہر دور میں، میں یہ نہیں کہتا کہ اس دور میں ہر دور میں اس میں advance کرنے کے لئے کوشش کی گئی ہے اور جو ہمارے پاس انجنیئرز ہیں پوری لگن سے کام کر رہے ہیں اور یہ ایسا کام نہیں ہے جو کچھ دنوں کی بات ہو۔ اس کے لئے بہت ساری چیزیں چاہیئیں latest technology چاہیئے اور پھر باہر سے بھی کئی چیزیں ہیں جو منگوانی پڑتی ہیں اس کے بعد جاکر ہی کچھ مثلاً Reprocessing Plant بنانا ہے آپ کے علم میں ہے کہ اس کے لئے سمجھوتہ ہوا جو بعد میں cancel ہوگیا یہ ایسی چیزیں ہیں جنہیں ہمارے ملک میں بننے کے لئے کچھ وقت درکار ہوگا پھر کچھ ایسے سیاسی اور معاشی مسائل ہیں کہ اس صورت حال سے نپٹنے کے لئے ہمیں بہت زیادہ محنت درکار ہے جو ہمارے انجنیئرز کر رہے ہیں اور ایک بات میں آپ کے نوٹس میں یہ بھی لانا چاہتا ہوں کہ International forum پر پاکستان نے Nuclear Reactor کے لئے چشمہ ہی کے لئے tenders float کئے لیکن کسی ملک نے ان ٹینڈرز میں حصہ نہیں لیا اور کسی نے accept نہیں کیا اب پاکستان کے پاس کوئی چارہ کار

[Dr. Sher Afgan Khan Niazi]

نہیں ہے کہ resuorces Indigenous سے اپنی establishment بنائے اور اس طریقہ کار سے ملک کی بجلی کی جو ضروریات ہیں وہ پوری کرے۔

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: Mr. Chairman, the honourable Minister, of course, is a doctor but not a doctor in science. He is a doctor in medicine. Does he know that the nuclear technology is a minopoly of the super powers in the world but inspite of those restrictions and conditions and impossibilities created by them, countries like China, South Africa, Israel and many other countries have developed their own capabilities? We are waiting for the last 20 years and the reason is not far to be found. The reason is that the person who is presiding over the Pakistan Atomic Energy Commission is not an atomic engineer. He is only an electrical engineer. He has got no atomic qualifications.

جناب چیئرمین : محسن صدیقی صاحب، تقریر نہ کریں سوال پوچھیں آپ تو خود ہی جواب دے رہے ہیں۔

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: Because he cannot understand unless I explain it to him through you and through your good offices. I want to explain so that he can properly answer.

جناب چیئرمین : سوال تو پوچھیں کہ سوال کیا ہے آپ کا!

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: The question is as to why steps have not been taken so far to get the technology underhand as has been done by China, Israel, South Africa and such other countries in the world although the super power has never never given them this technology?

جناب چیئرمین : شکریہ جی۔ جی جناب ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : جناب والا! یہ جو پلانٹ لگنا ہے یہ میرے ہی حلقے میں ہے اس کے لئے عمارت جس پر اربوں روپیہ خرچ ہو چکا ہے بن چکی ہے اور کسی حد تک ہمارے اپنے انجینئرز کوشش کر رہے ہیں کہ وہ ری ایکٹر بنا کر اس میں لگا سکیں لیکن اس کے لیے بھی ٹائم چاہیے جہاں تک ہمارے معزز رکن کا کہنا ہے کہ ہم کیوں نہیں خود بنا سکتے۔ آپ مجھ سے بہتر سمجھتے ہیں کہ ہم کوشش کر رہے ہیں اور ان کوششوں کی راہ میں بہت ساری رکاوٹیں ہیں بہت ساری مشکلات ہیں اور جیسا کہ negotiations کے لئے اب فرانس کے

ساتھ جاری ہیں اور کچھ عرصہ کے بعد electricity پیدا کرنے کے لئے nuclear
reactors میں انشاءاللہ ہمارے پاس reactors بھی ہونگے اور ہم بجلی پیدا کر سکیں
گے۔ جہاں تک details کا تعلق ہے تو details میں یہاں نہیں بتا سکتا
It is a sensitive matter. اس پر بہت لے دے ہوتی رہتی ہے اور super powers
اسی پر agitate کرتی رہتی ہیں۔ financial economic and military assistance
بھی اسی کے ساتھ منسلک ہیں اور بہت ساری چیزیں ہیں جو آپ بھی جانتے ہیں
تمام جانتے ہیں اس لیے جو کچھ میں بتلا سکتا ہوں میں نے عرض کر دیا ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی پراچہ صاحب کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

جناب احسان الحق پراچہ: جناب میں اس میں تھوڑا سا اضافہ کرنا چاہتا ہوں میں فاضل
رکن کے ساتھ اتفاق کرتا ہوں اس کی anxiety کے ساتھ اتفاق کرتا ہوں جن خیالات کا انہوں
نے اظہار کیا ہے اس سے بھی اتفاق کرتا ہوں آپ کی وساطت سے فاضل رکن اور اس ایوان
کو بتانا چاہتا ہوں کہ اس ٹیکنالوجی کے حصول کے لئے پاکستان پیپلز پارٹی نے ہی فرانس کے ساتھ معاہدہ
کیا تھا اور اتنے عرصہ کے بعد اب جب یہ پارٹی پھر برسر اقتدار آئی تو اس نے فوراً اس ٹیکنالوجی کے
حصول کے لئے پھر کوشش شروع کر دی ہے میں تفصیل میں نہیں جانا چاہتا

Because as Dr. Sahib has said it is a sensitive matter

میں مجاز نہیں ہوں کہ اس کی تفصیل میں یہاں بتاؤں لیکن صرف ایوان کو assure کرنا چاہتا ہوں کہ
حکومت اس سے پوری طرح باخبر ہے ہمیں احساس ہے کہ جب تک ملک میں یہ ٹیکنالوجی نہیں
آئے گی nuclear power نہیں آئے گی ہم اس energy gap کو پورا نہیں کر سکیں گے لیکن
حکومت اپنی کوشش کر رہی ہے اور پرائم منسٹر فرانس کی جو recent visit تھی اس میں دوبارہ
یہ مسئلہ اٹھایا گیا اور

We are expecting that the French President will be visiting Pakistan in the near future and the Government will take up this matter with him.

Mr. Chairman: In fact, Syed Abbas Shah, as Chairman of the Energy Committee, had detailed discussions in Paris

[Mr. Chairman]

also on this matter and he has come out with some, I think, fairly favourable reactions.

جناب احسان الحق پراچہ : وہ بتا سکیں گے جی ہیں تو۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین : نہیں میں ویسے ہی بتا رہا ہوں اسی context میں جو آپ نے بات کی ہے۔

جناب احسان الحق پراچہ : نہیں جناب میں الگ ہونے کی بات نہیں کر رہا اس لئے کہ جو بات میرے علم میں ہے میں وہ بتانے کا مجاز نہیں ہوں اس لئے نہیں کہ ارادہ نہیں اب بھی ہم دوست ہیں اور ملتے رہتے ہیں یہ بات نہیں ہے میں تو کسی اور انداز میں کہہ رہا ہوں کہ میں یہ نہیں بتا سکتا۔

جناب چیئرمین : محسن صدیقی صاحب۔

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: Mr. Chairman, the capability cannot be acquired unless and until we have an effective organization. The Chairman who is presiding over the Pakistan Atomic Energy Commission for 18 years has not produced even one killowat of Atomic Energy. On the contrary, the Atomic Energy that was being produced is also lying idle because of the recent incident in which the heavy water has flown and that requires about 20 million dollars to put it in light. Why not change the staff? Bring new blood, as you have got Pakistanis all over the world who are working in nuclear installations, give them incentives, bring them here and try to have a crash programme to have this energy. Begging and borrowing will not do.

Mr. Chairman: I don't think that this is a fair question of asking the Minister as to a matter indicating also a possible line of action. These are administrative changes. You have expressed your view point. You feel that there should be certain changes but I don't think you should ask the Minister's opinion on this matter.

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: No. I say that in this House, I am entitled to comment on the performance of a body.

جناب چیئرمین : وہ ضرور کریں لیکن

asking him why don't you change somebody, I think, is not proper.

میرے خیال میں مناسب نہیں ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب چیئرمین! اگر مناسب سمجھیں تو میں عرض کر دیتا ہوں

جناب چیئرمین: وہ کہتے ہیں میں جواب دیتا ہوں جی جناب ڈاکٹر صاحب۔

Mr. Muhammad Moshin Siddiqui: Sir, I have not finished my submission. I am still on my legs, please.

جناب چیئرمین: آپ سوال تو کر بیٹھے ہیں ناں۔

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: There was a very relevant query from the Chair, therefore, it is my duty to inform you that I do not mean change of one person, I mean, why not a very very fresh organization is set up so that Pakistani young nuclear scientists who are working in m any installations in the world, should be attracted and we should have our own a re-reformed commission so that we can produce it?

جناب چیئرمین: جی جناب۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب چیئرمین! یہ بات پہلے تباہ کن ثابت ہوئی ہے کہ جو
بھی ہم نے ادارہ قائم کیا ہے اس کو بدلنے کی کوشش کی اگر وہ اس پوزیشن میں
established form میں ہے اس کو ہم dismantle کر دیں اور نیا قائم کر لیں وہ کون
سا criteria ہمارے پاس ہوگا کہ پرانے انجینئرز جو غریب سال ہا سال سے اس
کے لئے کوشش کر رہے ہیں یہ صرف چیئرمین ہی نہیں کرتا بلکہ انجینئرنگ سٹاف ہوتا ہے
کوالیفائیڈ انجینئرز ہیں۔۔۔

They are working on these projects, not Mr. Chairman, who is an administrative officer to look after the whole Commission.

اب میں معذرت کے ساتھ گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ

This is erroneous concept to dismantle the old one and to establish a new organization. In establishing new Commission and to bring in new personnel it will require another five years.

[Dr. Sher Afgan Khan Niazi]

جب ہم ایک stage پر پہنچ چکے ہیں اب اس کو ختم کر دیں نیا کام شروع کر دیں تو یہ پرانے کو ختم کرنا اور نئے کو بنانا میرے خیال میں

It is not practicable, it is not feasible, it is not good for the people of Pakistan, it is not good for the country. This is my humble answer to this supplementary question.

Mr. Chairman: Mohsin Siddiqui Sahib, just for the information of the House, Rule 47 deals with the admissibility of questions and there are several conditions which are necessary before a question is admitted. I will just read 47 (iii) and (iv). It says:

"47(iii). It shall not contain arguments, inferences, ironical expressions, imputations, epithets or defamatory statements;

And then 47(iv):

"47(iv). It shall not ask for an expression of opinion or the solution of an abstract legal question or a hypothetical proposition.

But I am just trying to tell you that normally the questions should be to elicit information from the government - information on some matters — that should be the purpose and the thrust of the questions.

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: Mr. Chairman, I am thankful to you but my purpose is to seek information.

Mr. Chairman: Then Rule 57 says there shall be no discussion on any question or answer except as provided by Rule 58.

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: No, I am going only in explanation so that a proper reply comes. Mr. Chairman, you will appreciate that we are getting replies — whimsical repliesnot based on facts. They are whimsical replies. They have an example of Kahuta establishment — they have four hundred engineers recruited from all over the world and the Kahuta installation is working to the satisfaction of everybody. It is also for peaceful nuclear power.

جناب چیئرمین: صدیقی صاحب آپ سوال تو کریں۔

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: My question is that the steps that were taken in the matter of Kahuta installation, similar steps should be taken in respect of Atomic Energy. Is it some thing that is prohibited?

Mr. Chairman: The question that he is asking you is to take similar steps in respect of Atomic Energy as you took in the Kahuta.

یہی کہہ رہے ہیں آپ ۔

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: Exactly.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: That is not a separate estab...

جناب چیرمین : آپ کہہ دیں کہ اس پر غور کریں گے ۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : جی اس پر سو دفعہ غور کریں گے

Mr. Chairman: Next question.

Leans granted to Industrial units

65. ***Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui:** Will the Minister for Finance and Economic Affairs be pleased to state:

(a) the names of industrial units granted loans on concessional rate to manufacture machinery locally during the financial year 1988-89. indicating the amount sanctioned for each unit separately; and

(b) the procedure evolved to check or monitor utilization of the loans?

Mr. Ihsan-ul-Haq Piracha: (a) List of such industrial units who were granted loans on concessional rate to manufacture machinery locally during the financial year 1988-89 is annexed.

(b) (1) Obtainat least3 competive quotation from genuine machinery manufacturer supplier for the machinery and equipment with complete details of machinery.

(2) Obtain detailed satisfactory reports of the machinery manufacturer/supplier from their bankers.

(3) Establish their manufacturing capabilities and workmanship of the machinery manufacturer through physical verification, carried out by the Engineer.

(4) A certificate from machinery manufacturer is obtained regarding Guarantee|Warrantee, newness and quality. Certificate regarding imported components used inmachinery is also obtained from machinery manufacturer.

(5) During inspection Bank's Engineer physically verify the machinery on site as per approved specifications.

(6) The loans aredisbursed in instalments and on verification of proper utili-

[Mr. Ihsan-ul-Haq Piracha]

zation of previous instalments **alongwith sponsor's share in the project.**

Annexure

THE NAMES OF INDUSTRIAL UNITS GRANTED LOANS ON CONCESSIONAL RATE TO MANUFACTURE MACHINERY LOCALLY, DURING THE FINANCIAL YEAR 1988-1989.

S. No.	Name of Industrial Concern	Amount Sanctioned (Rs. in Million)
1	2	3
	United Bank Limited	
1.	M/s. Paracha Food Industries	0.800
2.	M/s. Gulistan Textile Mills Ltd.	1.500
3.	M/s. Salti Textile Mills Ltd.	3.228
4.	M/s. Metropolitan Mesh Works (P) Limited	1.783
5.	M/s. Matiari Sugar Mills Ltd.	5.481
6.	M/s. Hala Enterprises Limited	1.144
7.	M/s. Al Majeed Industries	1.075
8.	M/s. Awan Rice Mills	0.996
9.	M/s. Akhtar Industries	0.580
10.	M/s. Rana Oil Mills	0.580
11.	M/s. Mian Brothers	1.950
12.	M/s. [illegible] Packaging and Paper Cone Ind. (Pvt.) Ltd.	2.800
13.	M/s. Al-Munawar Pvt. Industries	1.250
	Total :	23.167
	National Bank of Pakistan	
1.	Rubbani Industries	4.0[illegible]
2.	Hassan Textile and Canvas Ind. (Pvt.) Ltd.	2.6[illegible]8
3.	Liaquat Steel Industries	3.1[illegible]
4.	A.H. Furnaces (Pvt.) Ltd.	3.9[illegible]
5.	Kamoke Enterprises	2.058
6.	Hayat Cotton Ind. (Pvt.) Ltd.	1.040
7.	Arshad Latif Ind. (Pvt.) Ltd.	7.700
8.	Mehran Ginning Ind. (Pvt) Ltd.	1.830
9.	Pak. Industries	2.450
10.	Union Straw Paper Board Industries (Pvt.) Ltd.	6.230
11.	Al-Hussaini Enterprises (Pvt.) Ltd.	[illegible].681
12.	Matari Sugar Mills Ltd.	21.295
13.	Sindh Specialized Ind. (Pvt.) Ltd.	7.504
14.	Rauf Textile and Printing Mills	0.250
15.	Sahiwal Flour Mills (Pvt.) Ltd.	2.893
16.	Tamman Industries (Pvt.) Ltd.	1.100
	Total :	75.779

Allied Bank of Pakistan Limited

1.	M/s. Azhar Enterprises, Lodhran	1.578
2.	M/s. United Traders (Pvt.) Ltd., Faisalabad	6.000
3.	M/s. Rehman Cotton Ginning, Pressing Factory and Oil Mill, Khanewal.	1.300
4.	M/s. Lalajee Oil Mills, Mian Channu	0.470
5.	M/s. Muzammil Cotton Industries, Bahawalpur	1.665
6.	M/s. G.K. Industries, Karachi	0.4[illegible]
7.	M/s. Stee Yenture(Pvt.) Ltd., Sheikhupura	3.3[illegible]
	Total :.	14.805

Muslim Commercial Bank Limited

1.	Quality Knitwear (Pvt.) Ltd.	1.500
2.	RoomiCotton Factory No. II	1.500
3.	Mahmood Tex. Mills Ltd., Unit No. III	7.000
4.	Syed Flour Mill	0.325
5.	Haji Dani Bus Mahar Cotton Ginning and Pressing and Oil Mills	1.600
6.	World Impex	0.290
7.	Ariz Industries	0.9[illegible]
8.	Soofi Rice Mills	0.200
9.	Shahpur Tex. Mills	7.0[illegible]
10.	Faisal Silk Mills	1.230
	Total :.	21.545

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: Supplementary, Sir.

First of all I appreciate the very detailed annexure attached with the reply and I also want to put on record my appreciation that most of the loans have been given to small and medium industries which is a really good step towards the industrialization of the country but I would submit through you, Sir, that the rate of interest which was 3% and which, for reasons not to Known to us has been increased to 6% should be again brought back 3% to encourage the local engineering industry to come forward and the local entrepreneurs to have manufacturing done in the country instead of importing it. Would the honourable Minister give his opinion about that?

locally manufactured machinery

جناب احسان الحق پراچہ: جناب چیئرمین! اس سے قبل

[Mr. Ihsam-ul-Haq Piracha]

کے لئے rate of interest ۲۰ فیصد تھا حکومت نے کافی غور و خوص کے
بعد یہ فیصلہ کیا کہ اس کو ۱۴ فیصد کر دیا جائے کیونکہ ۱۴ فیصد ہی مقابلتاً جو اس وقت rate of
interest چل رہا ہے for the inport of machinery, for sitting up industries
اس میں ابھی کافی فرق ہے سٹیٹ بینک کے اخراجات بھی بڑھ رہے ہیں
to match with rising expenses اور availability of funds
کے متعلق بھی ... تو ۱۴ فیصد سے واپس ۲۰ فیصد پر جانا اس وقت ناممکن ہے ۱۴ فیصد موجودہ
صورت حال میں جو کریڈیٹ دیا جا رہا ہے اس سے مقامی صنعت خاصا فائدہ اٹھا رہی ہے اور
اس وقت بھی ہمارے پاس اس rate of interest پر بھی
local manufacturing industries کے لئے قرضوں کی جو ڈیمانڈ ہے وہ بہت زیادہ ہے اور میں سمجھتا
ہوں کہ موجودہ صورت حال کے پیش نظر ۱۴ فیصد کا rate of interest جائز ہے اور ہم اس کو
واپس لینے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتے ۔

Mr. Chairman: Any other question, Mohsin Siddiqui Sahib.

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: Yes, Sir. Would the honourable Minister consider the desirability of enlisting all manufacturing units who have the capability to produce locally manufactured items for the industry.

جناب احسان الحق پراچہ: جناب چیئرمین! یہ ایک regular process ہے
ہمارے ادارے خواہ وہ banks ہیں یا DFIs ہیں وہ اپنی لسٹیں upto date کرتے رہتے ہیں
اور وہ سروے بھی کرتے رہتے ہیں کہ ملک میں کتنی manufacturing capacity ہے
کون کون سے نئے ادارے آ رہے ہیں اور جو ادارے enlistment کے لئے apply
کرتے ہیں ہم نے کبھی انہیں انکار نہیں کیا اور ہمارے اداروں میں جو research cells
ہیں وہ بھی اپنا سروے کرتے رہتے ہیں اور اگر فاضل رکن بھی کوئی تجویز فرمانا چاہیں تو میں یقین
دلانا چاہتا ہوں کہ ہم اس فرم کو بھی enlist کر لیں گے لیکن ہمارے اداروں کو پہلے ہی یہ
ہدایات دی گئی ہیں کہ وہ جتنے بھی ادارے اس ملک میں ہیں جن کی یہ capacity ہے یا یہ

capability ہے اِن کو enlist کیا جائے۔

جناب چیئرمین: شکریہ! جی عالم علی لالیکا صاحب۔

میاں عالم علی لالیکا: جناب کے توسل سے وزیرِ مالیات سے میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ مقامی مشینری کے تیار کرنے والوں کے لئے تو آسان شرائط پر قرضوں کی سہولت موجود ہے کیا مقامی طور پر بنائی گئی مشینری کے استعمال کرنے والے صارفین کے لئے بھی ایسی کوئی سہولت موجود ہے۔

جناب احسان الحق پراچہ: مقامی مشینری کے صارفین سے میں مقصد نہیں سمجھا کہ مقامی مشینری کے لگانے میں جو انڈسٹری سیٹ کی جاتی ہے وہ مقامی مشینری ہوتی ہے اس کے لگانے کے لئے تو یہ سہولت موجود ہے لیکن جو اس مشینری سے بنی ہوئی اشیاء کے استعمال کرنے والے صارفین کے متعلق بات ہے تو وہ میں معذرت خواہ ہوں کہ ایسی کوئی سکیم نہیں ہے، حکومت کے پاس کوئی فنڈز موجود نہیں ہیں کہ وہ ان مقامی مشینری سے بنی ہوئی products پر صارفین کو کوئی رعایت دے یہ ناممکن بات ہے۔

میاں عالم علی لالیکا: جناب والا! مقامی مشینری کے صارفین سے میری مراد زراعت پیشہ افراد ہیں۔ جو ہزاروں روپے کی مشینری مقامی طور پر تیار کی ہوئی لیتے ہیں اور زرعی کاروبار میں استعمال کرتے ہیں۔ درآمد شدہ مشینری کی قیمت بڑی گراں ہوتی ہے اور ان کی قوتِ خرید سے باہر ہوتی ہے اور وہ اپنی بیشتر مشینری ماسوائے ٹریکٹرز کے مقامی طور پر ہی خرید کرتے ہیں کیا وزیرِ مالیات ان کو کوئی سہولت دے سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین: کس قسم کی سہولت، آپ کیا چاہ رہے ہیں۔

میاں عالم علی لالیکا: آسان شرائط پر زرعی ترقیاتی بینک اِن کو ۱۳، ۱۴ فیصد سود پر قرضہ دیتا ہے کمرشل بینک اِن کو ۱۶ فیصد پر قرضے دیتے ہیں۔ اور سود مرکب لیتے ہیں مقامی طور پر مشینری تیار کرنے والوں کو آسان شرائط پر قرضے دینے کی سہولت موجود ہے لیکن مشینری کو استعمال کرنے والے جو زراعت پیشہ لوگ ہیں چونکہ میرا زراعت سے تعلق ہے تو وہ سوائے ٹریکٹرز کے بقیہ جتنے بھی آلات کشاورزی ہیں۔ وہ سب مقامی طور پر تیار کیے ہوئے استعمال کرتے ہیں اور اس کے لئے ہم بینک سے قرضے لیتے ہیں اس پر ہمیں ۱۵، ۱۶ فیصد سود دینا پڑتا ہے۔ اور سود در سود دینا پڑتا ہے تو ہم اِس سہولت سے کیوں محروم رکھے جاتے ہیں۔

جناب احسان الحق پراچہ : جناب چیئرمین! فاضل رکن اس بات سے یقیناً باخبر ہوں گے کہ حکومت نے Federal Bank for coopratives کے ذریعے ملک کے تمام صوبائی کوآپریٹو بینکوں کو ہدایات دی ہوئی ہیں جو پہلے بغیر مارک اپ کے قرضے دیتے تھے کہ وہ to distribute among the members of the Cooperative Societies in return, agricultural implements, tractors, fertilizers, seeds concessional rate of interest وغیرہ پر قرضے دیں چنانچہ کاشتکار وہاں سے قرضے حاصل کر کے اپنی ضرورت پوری کر سکتے ہیں مجھے سمجھ نہیں آتی کہ وہ کمرشل بینکوں کے پاس کیوں جاتے ہیں۔ They should go to the Cooperative Societies. They should go to the Provincial Cooperative Bank. They will get credit on concessional rate of interest.

جو سالہا سال سے حکومت مہیا کر رہی ہے اور فیڈرل بینک کے پاس اللہ کے فضل سے فنڈز کی کوئی کمی نہیں ہے ہم فنڈز فراہم کرنے کے لئے تیار ہیں جہاں کہیں قرضے نہیں مل رہے وہ میرے نوٹس میں لائیں میں انشاءاللہ تعالٰے وہاں فنڈز فراہم کرا دوں گا۔

جناب چیئرمین : اگلا سوال

Corruption and Malpratices in the department under Central Board of Revenue

66. ***Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui:** Will the Minister for Finance and Economic Affairs be pleased to state :

(a) the steps taken by the Government to check corruption and malpractices in the departments under the administrative control of Central Board of Revenue ; and

(b) the number of cases of corruption detected against the employees of such departments since January 1988 and the action if any, taken against them ?

Mr. Ihsan-ul-Haq Piracha : (a) In order to check corruption and malpractices the following steps have been taken :—

(i) Strict implementation of Efficiency and Discipline, 1973 Rules.

(ii) Intensified vigilance through Directorate General, Vigilance and Inspection and Directorate General, Intelligence and Investigation.

(iii) Training of departmental personnel to enhance their sense of responsibility and integrity.

(iv) Streamlining procedures to reduce discretion at lower levels.

(v) Dissemination of information to public.

(b) The information is being collected from the field offices and will be pleased before the House as soon as possible.

جناب احسان الحق پراچہ: یہ پارٹ (اے) کا جواب آیا تھا میں نے مناسب سمجھا کہ جتنی معلومات مل سکتی ہیں وہ تو ہاؤس میں پیش کر دوں اور بقیہ معلومات جب ملیں گی تو وہ میں ہاؤس میں رکھ دوں گا میں اس سلسلے میں یہ گذارش کروں گا کہ ہم اس پورے نظام ہی کو تبدیل کرنا چاہتے ہیں یو۔ کے گورنمنٹ سے ہم نے agreement کیا ہے اور ان سے Technical Assistants اور consultants لینے کا معاہدہ کیا ہے وہ consultants ملک میں آ گئے ہیں جو سی۔ بی۔ آر کے تمام انکم ٹیکس کسٹمز اور سیلز ٹیکس وغیرہ کا جو طریقہ کار ہے اس کا جائزہ لیں گے اور کوشش یہ کی جائے گی اس وقت ملک میں Lack of confidence ہے between the tax collector and the tax payer. May it be in income tax, may it be in sales tax and may it be in customs.

تو ہم اس سارے structure کو تبدیل کرنا چاہتے ہیں اور ہماری خواہش ہے کہ رشوت ختم ہو میرے ذاتی علم میں بھی ہے کہ انکم ٹیکس میں کسٹمز میں اور کراچی ائیر پورٹ پر لگنے کی اتنی سفارشیں آتی ہیں یا مختلف جو سٹیشن ہیں جہاں زیادہ آمدنی ہوتی ہے وہاں لگنے کے لئے بڑی زیادہ سفارشیں آتی ہیں جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ لوگوں کو وہاں جانے کی کتنی چاہت ہے اور کیوں۔ ہم اس تمام طریقہ کار کو بدلنا چاہتے ہیں اس کے لئے ہم افسران کو باہر ٹریننگ کے لئے بھی بھیج رہے ہیں مختلف ممالک میں جہاں یہ نظام بڑا خوش اسلوبی سے چل رہا ہے میں صرف ہاؤس کی اطلاع کے لئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ گورنمنٹ اس امر میں کوشاں ہے کہ سی بی آر کو ٹھیک کیا جائے اور consultants کی رپورٹ بہت جلد مہینے ڈیڑھ مہینے میں آ جائے گی ہم انشاءاللہ اس پر عمل کریں گے لیکن in between ہم بھی اپنے اداروں کو ٹھیک کر رہے ہیں Inspection Wing اور Intelligence Wing جو ہے اس کو مستحکم کر رہے ہیں اور انشاءاللہ بہت جلد اس کے نتائج حاصل ہوں گے۔

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: Mr. Chairman, I am

[Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui]

very thankful to the honourable Minister for giving us the details but in the meantime I would request him that those consultants which he has got from U.K., it will be better, if he organizes some meetings with the local industrialists and businessmen who can suggest to them the local effects for the corruption and the ways how it can be stopped. Will he agree to associate the private sector especially the industrialists and businessmen in this behalf?

جناب احسان الحق پراچہ : جناب چیئرمین! یہ میری اپنی کوشش اور خواہش ہے کہ اسی سلسلے میں مختلف Chambers of Commerce جو Trade and Industry کی نمائندہ باڈی ہے ان سے ملاقاتیں کرائی جائیں ابھی پچھلے دو تین روز میں کراچی کی جو Chambers of Commerce ہے ان کی انہی Consultants کے ساتھ میٹنگ ہوئی اس لئے ملک کے تمام انفرادی حضرات اور مختلف چیمبرز آف کامرس سے رابطہ کریں گے اور ان کا نقطہ نظر بھی معلوم کریں گے کہ ان کی مشکلات اور تکالیف کن کن areas میں ہیں اور ان کی شکایات کیا ہیں اور میں فاضل رکن کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ ہمارے ایجنڈے اور پروگرام میں ہے اور وہ ملک کی تمام Trade bodies کو ملیں گے اور ان کا نقطہ نظر معلوم کریں گے۔

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: Mr. Chairman, in reply to part (b) he has said that the information is being sought and will be provided later on. Would he kindly indicate some time so that I have not to put another question, this may come in the ordinary course.

جناب احسان الحق پراچہ : جناب چیئرمین! next day جو مقرر ہو گا اس میں پیش کروں گا

جناب چیئرمین : جناب جہانگیر شاہ جوگیزئی صاحب۔

نوابزادہ جہانگیر شاہ جوگیزئی : جناب چیئرمین! رشوت روکنے کا جو بھی طریقہ ہو گا وہ ناممکن ہے کیا یہ طریقہ نہیں ہو سکتا کہ آپ ایک source پر ٹیکس لیں۔ چاہے customs ہو چاہے سیلز ٹیکس ہو Production یا import یا export ہو اگر آپ سارا ٹیکس ایک جگہ پر لے لیں تو کرپشن کا جو موقع ہے وہ ختم ہو جائے گا آیا یہ زیر غور ہے۔

جناب احسان الحق پراچہ: میں فاضل رکن کا مشکور ہوں کہ انہوں نے بہت اچھا مشورہ دیا لیکن ہمارے اپنے حالات وواقعات کے پیشِ نظر دنیا میں سب سے بہتر اور مسلّمہ اصول جو ہے وہ direct taxation best ہوتی ہے، ہمارے ملک میں بدقسمتی سے صرف ایک فیصد ٹیکس دہندگان ہیں جن میں salaried class بھی شامل ہے ہم اس سارے set-up کا جائزہ لے رہے ہیں اور اگر حکومت اس فیصلے پر پہنچے گی کہ صرف ایک source پر ٹیکس لگنا چاہیئے امپورٹ پر لگنا چاہیئے یا پیروڈکشن پر لگنا چاہیئے جو بھی صورت ہو اس کے تمام پہلو دیکھنے پڑیں گے کہ اس کے اثرات کیا ہونگے میں اس وقت کچھ commit کرنے کو تیار نہیں ہوں اور جو تجویز فاضل رکن نے دی ہے ہم اس پر غور کریں گے لیکن اس وقت میرے لئے یہ کہنا مشکل ہوگا کہ وہ نظام چل سکے گا یا نہیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ اور کوئی سپلیمنٹری جی جناب عباس شاہ صاحب

Syed Abbas Shah: It is a good opportunity, Sir.

کہ فنانس منسٹر نے ٹیکس کے متعلق کچھ points raise کیئے ہیں ہمارے ملک میں ایک underground economy بلیک منی کی چل رہی ہے اس سے آنکھ بند کرنا ہماری غلطی ہوگی

Because it is a new challenge for the country

کہ ہم اس پیسے کو properly utilize کر لیں

And we are fortunate that a man from business sector is today the Finance Minister and

ان کو مجھ سے زیادہ پتہ ہے

Because he remained as president of the Chamber

And they are not use for the development of the country.

تو اس کے لئے کوئی proposel ہے کیونکہ

A bold step has to be taken to take out this black money which is used for real estate

اور کروڑوں روپے ویسے ہی ضائع ہو رہے ہیں۔

اس کے لئے ان کے کچھ proposals ہیں we would like to hear on the floor.

جناب احسان الحق پراچہ: جناب چیئرمین! جیسا کہ سب کو پتہ ہے کہ اس وقت ملک میں ایک parallel economy بلیک منی کی چل رہی ہے اور گورنمنٹ کے نوٹس میں یہ بات ہے اور ہماری بھی خواہش ہے کہ کسی طریقے سے اس parallel economy کو اگر بالکل

[Mr. Ihsan-ul-Haq Piracha]

ختم نہیں کیا جا سکتا تو کم از کم اِس کو کم کیا جا سکے گورنمنٹ مختلف سکیموں پر غور کر رہی ہے اور بجٹ سے پہلے بھی سکیموں پر غور کیا تھا اور بجٹ کے دوران ہم نے بلیک منی کو channalize کرنے کے لئے ملک میں انڈسٹری set-up کرنے کے لئے جس کی اشد ضرورت ہے سابقہ جو طریقہ کار ہے کہ بانڈز issue کئے جائیں بلیک منی کو whiten کیا جائے ہم نے کہا کہ direct ۱۰ فیصد ٹیکس دینے کے بعد بلیک منی وائٹ ہو سکتی ہے بشرطیکہ وہ ملک میں کوئی انڈسٹری set-up کریں ۱۰ فیصد بالکل معمولی ٹیکس ہے اور ہم نے یہ کوشش کی ہے کہ ان کو attract کیا جائے جو domestic money اور money abroad in foreign exchange لے گئے ہوئے ہیں یا رکھی ہوئی ہے تو یہ attraction ہم نے پہلی دفعہ بانڈز سے ہٹ کر دی ہے تمام دیگر جو قواعد تھے رولز تھے یا طریقہ ہائے کار تھے اِن پر خرچ ہوتا تھا تو ہم نے کہا کہ جو اس ملک میں انڈسٹری لگائے گا اور وہ کہہ دے کہ یہ میری بلیک منی ہے اس پر ۱۰ فیصد ٹیکس دینے سے ہم اِس کو regular کر دیں گے یہ ایک طریقہ ہم نے اس بجٹ میں announce کیا اِس کے علاوہ بھی گورنمنٹ کے زیر غور مختلف سکیمیں ہیں جس وقت ہم کسی نتیجے پر پہنچ گئے اور کوشش کر رہے ہیں لیکن میں یقین دلاتا ہوں چونکہ ملک کی صورت حال پر، مہنگائی پر inflation rate پر اس کا کافی impact ہے اس لئے گورنمنٹ کو اس کا احساس ہے لیکن گورنمنٹ نے حال ہی میں جو سکیم announce کی ہے اِس کو ہم کم از کم دسمبر تک monitor کریں گے کہ اس کا کیا result آتا ہے اور ہم motivate کر رہے ہیں کہ باہر کے جو حضرات ہیں ملک کے جو حضرات ہیں اِن کو گورنمنٹ نے یہ chance دیا ہے ۱۰ فیصد بڑا cheap rate of tax ہے اور میں اُمید کرتا ہوں کہ لوگ اس سے فائدہ اٹھائیں گے اور میں فاضل رکن سے بھی گذارش کروں گا کہ وہ اس کو تھوڑا سا propogate کریں اور لوگوں کو motivate کریں کہ ۱۰ فیصد ٹیکس پر آئیں اور اپنی رقم کو whiten کریں اور اس سے شاید ہم صورت حال پر کوئی قابو پا سکیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ جناب پروفیسر خورشید احمد صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد: میں محترم وزیر صاحب کی تجویز کے بارے میں تو کوئی بات نہیں

کہنا چاہتا لیکن میرا سوال یہ ہے کہ کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ بلیک منی خواہ ملک میں ہو یا ملک سے باہر اس سے اس قسم کے piecemeal اور partial اقدامات سے معاملے کو حل کیا جا سکتا ہے کیا یہ ضروری نہیں ہے کہ آپ اس کے لئے ایک ایسا package develop کریں جس میں ایک طرف آپ دل کڑا کر کے جو بھی بلیک منی ہے اس کو وائٹ بنانے کا راستہ کھول دیں اور دوسری طرف وہ تمام راستے جن سے بلیک منی وجود میں آ رہی ہے جس سے آپ کی خود نیشنل سیونگز سکیمز مثلاً این۔آئی۔ٹی بیرز بانڈز وغیرہ یہ سب کے سب فنکشن کر رہے ہیں آپ ان راستوں کو قطعاً بند کر دیں نیز Taxation system میں وہ تبدیلیاں لائیں جب تک آپ ایسا package deal نہیں کریں گے آپ بلیک منی کو قابو میں نہیں کر سکتے۔

Mr. Chairman: Mr. Minister of State for Finance.

جناب احسان الحق پراچہ: جناب چیئرمین! میں نے پہلے ہی Taxation System کے بارے میں سوال کا جواب voluntarily دیا تھا کہ گورنمنٹ کو خود احساس ہے کہ Taxation System جو اس قسم کا ہے جس میں distrust ہے۔ Tax-payer اور Tax Collector کے درمیان میں نے گزارش کی ہے کہ ہم ایسی صورت حال پیدا کرنا چاہتے ہیں ایسے قوانین بنانا چاہتے ہیں جس میں ٹیکس چوری کرنے کا رجحان کم ہو جائے جو اسی وقت کم ہو جائے گا جب ہمارے taxation laws اور ہمارے slabs اس قسم کے ہوں کہ لوگوں کو tax evasion کی جو attraction ہے وہ نہ رہے، وہ تو میں نے پہلے گذارش کی ہے ہم تمام ایسے taxation laws کو review کر رہے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ شاید اس سے نتیجہ بہتر نکلے گا۔

جناب چیئرمین: کوئی اور سوال؟ نہیں اگلا سوال ٦٧،

Contruction of Geragey in G-9/2 and G-10/3 Islamabad

Syed Iftikhar Ali Bohkari (on his behalf) : Will the Minister Incharge of the Cabinet Division be pleased to state whether there is any proposal under consideration of the government to build garages for parking motor - bikes in Sector G-9/2, G-10/3 Islamabad, if not it reasons?

Khawaja Ahmed Tariqreheem : The scheme did not envisage provision for providing garages for parking motor bikes/scooters. However, the proposal is under consideration in the CDA.

[Prof. Khurshid Ahmed]

جناب چیئرمین : ضمنی سوال؟

پروفیسر خورشید احمد : سوال دراصل یہ ہے کہ اسی سیکٹر میں سکوٹروں کی چوری کا، موٹر سائیکلوں کی چوری کا بڑا مسئلہ ہے اور اچھی بات ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ شروع میں کوئی ایسی تجویز زیر غور نہیں تھی لیکن اب وہ اس پر غور کر رہے ہیں لیکن میں ۲ باتیں پوچھنا چاہتا ہوں پہلی یہ ہے کہ وزیر صاحب کیا ہمیں کوئی limit دے سکیں گے کہ کتنے عرصہ میں یہ کام ہو جائے گا ۔
دوسری بات یہ ہے کہ specifically موٹر بائیک اور سکوٹروں کی چوری کا ایک توحل یہ ہے کہ گیراج بنائے جائیں لیکن اس کے علاوہ کیا اقدامات ہیں جو کئے جا سکتے ہیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : جناب چیئرمین! جہاں تک گیراج کی تعمیر کا تعلق ہے اس کے متعلق عرض ہے کہ کوئی specific time نہیں دیا جا سکتا ہے جب یہ سکیمیں بنی تھیں اسی وقت یہاں کوئی provision نہیں تھی اور پاکستان میں جہاں کہیں بھی ایسی سکیمیں بنی ہیں ایسی provision نہیں ہے۔ اس کے لئے بہت سارے اخراجات چاہئیں اس کے لئے زمین چاہیے اس کے لئے دوسری چیزیں چاہئیں اس کے علاوہ problems یہ ہیں کہ جہاں تک چوری کا مسئلہ ہے تو جب یہ گیراجز بن جائیں گے تو اس کی پروٹیکشن کے لئے عملہ چاہیئے اب اس عملہ کی تنخواہ کون دے گا یہ بات سمجھنے کی ہے یہ معمولی بات نہیں ہے جہاں تک چوری روکنے کی بات کا تعلق ہے تو ہر سیکٹر میں پولیس رات کو گشت کرتی ہے صورت حال سے نمٹنے کے لئے وہ ہر وقت تیار ہے اور میں خود ایک سال اور کچھ مہینے جی۔ نائن تھری میں رہا ہوں۔ جی۔ نائن ٹو بھی ساتھ ہے تو پولیس گشت کرتی رہتی ہے۔
جہاں تک چوروں کو completely wipe out کرنے کا تعلق ہے یہ کسی معاشرے کے بس کی بات نہیں ہے۔ چوریاں تو ہوتی رہتی ہیں اور یہ ازل سے شروع ہیں اور شاید جاری رہیں جو اقدامات گورنمنٹ سے ہو سکتے ہیں وہ کیے گئے ہیں ساری رات وہاں پر پولیس گشت کرتی رہتی ہے پولیس گھومتی رہتی ہے اگر کوئی واردات ہو جاتی ہے تو شاید اس میں کوئی کمی رہ جاتی ہو۔

جناب چیئرمین : شکریہ۔ پروفیسر خورشید صاحب،

پروفیسر خورشید احمد : وزیر محترم کی وعظ کے لئے تو ہم مشکور ہیں لیکن کون سا ایسا منصوبہ ہے جس کے لئے پیسہ نہ چاہیے ہو جگہ نہ چاہیئے ہو۔ دراصل ضمنی سوال کا یہی مقصد ہوتا

ہے جیسے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ ہم منصوبہ بنا رہے ہیں۔

The proposal is under consideration in CDA

تو میرا سوال یہی ہے کہ اگر proposal under consideration ہے تو اس کی تفصیلات بتائیں کہ وہ proposal کیا ہے، کتنے عرصے میں وہ بن سکیں گے کتنی اس پر لاگت آئے گی فنانس منسٹر موجود ہیں، وہ ایک اچھے کام کے لئے ضرور مدد کریں گے۔ حکومت کی مشینری اسی طرح چلا کرتی ہے میرا سوال بہت specific ہے کہ کیا ہم یہ سمجھ سکتے ہیں کہ کتنی مدت میں آپ اس سکیم کو بروئے کار لا سکیں گے آپ اس کے جواب میں کہیں ایک سال میں، آپ کہیں کہ پچاس سال میں، لیکن بہر حال آپ نے بتایا ہے کہ سکیم زیر غور ہے تو پھر specify کیجیئے کہ کتنی رقم اس میں involve ہے کتنی جگہ involve ہے اور کتنی مدت میں وہ سکیم پوری ہو جائے گی۔

جناب چیئرمین: جی ڈاکٹر صاحب،

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب چیئرمین! معزز رکن اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ سی ڈی اے کے پاس انجینئرز ہیں، وہی اس کی feasibility check کر رہے ہیں جگہ کی صورت حال یہ ہے کہ گیرجز کے لئے اس سے پہلے جگہ نہیں ہے سکیم بن چکی ہے فلیٹ یہاں تیار ہو چکے ہیں اب اس کے لئے اس وقت مزید جگہ الاٹ نہیں ہونی تھی تو اسی سکیم میں کس طریقۂ کار سے یہ گیرجز اگر بنانے بھی ہیں جو کہ ضروری ہیں یہ ان کی بات درست ہے، لوگوں کے مسائل ہیں، بنائیں گے، اس کے لئے انجینئرز کوشش میں لگے ہوئے ہیں، کہ کوئی طریقۂ کار نکالیں اور گیرجز بنیں لیکن اس کے لئے میں اس وقت کوئی specific period نہیں دے سکتا۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر بشارت الٰہی،

ڈاکٹر بشارت الٰہی: جناب چیئرمین! ڈاکٹر صاحب نے بار بار یہی کہا ہے کہ وہاں پر جگہ نہیں ہے اگر جگہ نہیں ہے۔ تو the scheme does not go forward

جناب چیئرمین: میرے خیال میں یہ انہوں نے نہیں کہا ہے بلکہ یہ کہا ہے کہ انہیں اس کے لئے دیکھنا پڑے گا جگہ ڈھونڈنی پڑے گی، پھر انہوں نے کہا ہے کہ اس کے لئے عملہ رکھنا

[Mr. Chairman]

پڑے گا، اس کی تنخواہ کا مسئلہ ہوگا پھر عملہ کی چوری کا کیا ہوگا ؟ یعنی یہ سارے مسائل ہیں چوری کو روکنے کے لئے آپ گیراج بنائیں گیراج کے لئے عملہ رکھیں گے، عملہ کے لئے تنخواہیں نہیں ہیں۔ پھر عملہ کی چوری کے لئے کوئی اور انتظام کریں it is a vicious circle.

یعنی ڈاکٹر صاحب کا فرمانا یہ ہے

Dr. Bisharat Elahi: But there is a solution to it.

جناب چیئرمین: جی فرمائیے۔

ڈاکٹر بشارت الہٰی: آپ نے بات سنی ہوگی کہ کالج تو امرتسر بنا دیا اور ہوسٹل جو ہے وہ جالندھر بنا دیا۔

that may be solution.

Mr. Chairman: That is no solution. Any other question.

Next question No.68.

Provision of fans in G 10/3 quarters, Islamabad.

68. ***Syed Iftikhar Ali Bokhari:** Will the Minister Incharge of the Cabinet Division be pleased to state whether there is any proposal under consideration of the government to provide exhaust fans in the kitchens and roof fans in all rooms of the Government quarters in G-9/2, Islamabad, as have been provided in the quarters of G-10/3, Islamabad?

Khawaja Ahmed Tariq Reheem: Yes A proposal to provide ceiling fans in remaining rooms of flates in Sector -9/2 and exhaust fans in kitchen is under consideration.

پروفیسر خورشید احمد: میرا سوال ہے کہ یعنی

A proposal to provide ceiling fans in the remaining rooms and exhaust fans are under consideration.

بڑا vague سوال ہے اس لئے ہم جاننا چاہتے ہیں کہ کوئی سکیم واقعی ہے محض ایک خوش نما وعدہ تو نہیں ہے یا دل خوش کن بیان تو نہیں ہے اس کی کوئی واضح شکل ہونی چاہیئے کہ یہ سکیم زیر غور ہے۔ یہ سکیم ایک سال میں مکمل ہوگی چھ مہینوں میں مکمل ہوگی ہم نے اس کو فلاں پلان میں شامل کر لیا ہے اس میں اتنا خرچ ہوگا آخر یہ معلومات ہمیں کیوں نہیں دی جاتیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب والا! یہ چند مہینوں میں provided کر دئے

جائیں گے یہ سکیم جی ۱۰/۳ میں باقاعدہ طور پر provide تھی اِن میں بھی provided ہے سیلنگ فین اور ایگزاسٹ فین جو ہیں وہ اس کا پارٹ ہیں ۔

It will be completed within few months, it will not go for year.

جناب چیئرمین : جی قاضی صاحب ۔

جناب عبدالمجید قاضی : جناب والا ! یہاں پر تو بالکل specific ہے کہ پنکھوں کی تعداد اور کمروں کی تعداد ، تو اِس لئے ہمیں پتہ لگنا چاہیے کہ کتنے پنکھے چاہئیں اور کتنے ایگزاسٹ فین چاہئیں یہ ایک specific question ہے اور اس پر کتنا پیسہ لگے گا under consideration. یہی چیز ہو سکتی ہے ، صرف دو ہی آئیٹمز ہیں ۔ سیلنگ فین کتنے ہیں ، ایگزاسٹ فین کتنے ہیں اور کمرے کتنے ہیں ، اگر آپ کے پاس نقشہ ہو تو میں بتا سکتا ہوں کہ کتنے پنکھوں کی ضرورت ہو گی ۔

جناب چیئرمین : یہ تو انہوں نے کہا ہے کہ جتنے بھی ہیں وہ چند مہینوں میں لگ جائیں گے ۔

جناب عبدالمجید قاضی : یہ لگ جائیں گے ،

جناب چیئرمین : وہ کہہ رہے ہیں کہ چھ مہینوں کی بات ہے ۔

جناب عبدالمجید قاضی : مطلب یہ ہے کہ لگ جائیں گے یعنی سردیوں میں ۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : آپ کا حکم ہو گا تو ہمیں سردیوں میں بھی لگانے پڑیں گے ۔

جناب چیئرمین : بہر حال اگلی گرمیوں تک تو لگ ہی جائیں گے ۔ اگلا سوال ۶۹ ،

DETERMINATION OF SENIORITY OF CDA EMPLOYEES

69. ***Mr. Shad Mohammad Khan** : Will the Minister Incharge of the Cabinet Division be pleased to refer to Senate Starred Question No. 61, replied on 25th July, 1989 and state :

(a) whether it is a fact that the seniority fixed under the orders passed by the Chairman of CDA negated the decision of the Federal Government, if so, the steps taken by the Government to fix seniority in conformity with the decision of the Government ; and

[Mr. Shad Muhammad Khan]

(b) whether CDA has taken action on various representations made by the aggrieved employees ?

Khawaja Ahmad Tariq Raheem : (a) Yes. The matter regarding redetermination of seniority in conformity with the ruling given by the Government is under consideration/examination of the Authority.

(b) Action on the representations made by aggrieved employees will be taken in the light of final decision taken by Competent Authority.

اخونزادہ بہرہ ور سعید : کیا وزیر صاحب یہ فرمائیں گے کہ یہ فیصلہ کب کیا گیا تھا۔ اور اس پر عمل درآمد اب تک کیوں نہیں کیا گیا ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : جناب یہ سوال repeat کریں۔

جناب چیئرمین : آپ ذرا دوبارہ پوچھ لیں۔

Akhunzada Behrawar Saeed: When was this decision made by the Establishment Division and why it has so far not been acted upon?

Mr. Chairman: Dr. Sahib.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : جناب والا! اس لیٹر کا نمبر اور تاریخ میں پڑھ دیتا ہوں یہ اسٹیبلشمنٹ ڈویژن کا لیٹر ہے اس کا او۔ایم نمبر ۵/۴/۸۶۔۱ے پی ۲۰۔۹۔۸۸

Akhuzada Behawar Saeed : Why has it so for not been inup lemented?

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : اس میں جھگڑا رہا ہے اگر یہ سننا چاہتے ہیں تو بتاتا ہوں کہ اس میں بہت سارے problems تھے یہ بورڈز defunct ہو گئے تھے یا disband ہو گئے تھے۔ کے ڈی۔پی اور دوسرا ہائی وے بورڈ ہے نیشنل ہائی وے بورڈ۔ اس سے متعلق ابتدائی صورت حال یہ تھی۔

either they should be taken as transferred or not

ان کے سروس رولز مختلف تھے، ان رولز سے جن میں وہ induct کرنے تھے اب ان میں disparity تھی اس وجہ سے

it has to be passed through different Ministries and Divisions

اب لا، ڈویژن سے فیصلہ لینا پڑتا ہے کبھی سی ڈی اے کے پاس جانا پڑتا ہے اور پھر اسٹیبلشمنٹ سے رجوع کرنا پڑتا ہے definitely it has to take time تاکہ اِن کو صحیح معنوں میں دیکھا جائے اور پھر legal point of view سے بھی accommodate ہوں اور صحیح معنوں میں ہوں اِس طریقۂ کار کے لیے یقیناً اتنا وقت لگ سکتا ہے اس عرصے میں الیکشن ہوئے اور پھر گورنمنٹ جو ہے یہ دو دسمبر ۱۹۸۸ کے بعد بنی ہے تو اس کے لئے بہت سارے معاملات دیکھنے پڑے اس وجہ سے یہ ٹائم لگا ہے۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: جناب والا! مجھے تو سمجھ نہیں لگی کہ انہوں نے جواب کیا دیا ہے میں نے تو جناب سے یہ درخواست کی تھی کہ specifically بتائیں کہ اتنا وقت کیوں لگا ایک سال ہوگیا ہے۔

جناب چیئرمین: وہ کہہ رہے ہیں کہ حکومت بدلی ہے، الیکشن ہوئے، معاملہ لاء ڈویژن کے پاس جاتا ہے پھر سی ڈی اے کے پاس جاتا ہے، حکومت کا یہ نارمل پروسیجر ہے

اخونزادہ بہرہ ور سعید: مسئلہ جناب میں اگر specifically پوچھوں ڈاکٹر صاحب سے، کہ کیا یہ مسئلہ یہی تھا۔ کہ جو پرانے یہاں پہ offiers ہیں انکے ساتھ جو کسی نے اپنی مرضی سے fresh بھرتی کئے تھے ان کو at par لانے کی کوشش کی جاتی تھی تو Establishment Division نے کہا کہ ایسا نہیں ہوگا وہ جو senior ہیں انکو سینیارٹی مل جائے گی اور جو fresh appointees ہیں انکو نہیں ملے گا تو اس light decision کی میں ابھی تک آپ نے سنیارٹی لسٹ نہیں بنائی بلکہ اُن لوگوں کو آپ نے promote کیا جو آپ نے freshly appoint کیے تھے تو کیا یہی چیز حائل ہے چونکہ آپ نے پروموشن دی ہے اِس پر دوبارہ غور کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں اس واسطے آپ delaying tactics استعمال کرتے ہیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب والا! معزز رکن نے یہ خود فرمایا ہے کہ سات سال سے یہ مسئلہ ہے It is proved that it is a chronic ailment کہ ۶-۷ جس کے کھاتے میں جاتے ہیں وہ خود سمجھتے ہیں.... بات یہ ہے کہ ایک

[Dr. Sher Afgan Khan Niazi]

Within a few months it will be decided. They are trying to solve this problem on true footings.

سال کا مسئلہ نہیں ہے
تاکہ کسی کو کوئی گلہ نہ ہو اور صحیح معنوں سے وہ accommodatey ہو سکیں۔

جناب چیئرمین : شکریہ جی۔ جناب قاضی عبداللطیف صاحب۔

قاضی عبداللطیف : جی میں گزارش یہ کروں گا کہ جناب محترم یہ فرمائیں گے کہ انہوں نے تسلیم کیا ہے کہ واقعتاً وفاقی حکومت کے فیصلے کی خلاف ورزی کی گئی ہے جن لوگوں نے اس فیصلے کی خلاف ورزی کی ہے تو کیا اُن سے کوئی بازپرس ہوئی ہے یا اُن کے متعلق کیا ہوا ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : اگر بازپرس نہیں بھی ہوئی تو میں گذارش کروں گا کہ جب بازپرس ہوئی اور خدانخواستہ کوئی آدمی ایسا پایا گیا اس کے لیے میں معزز اراکین سے معذرت کے ساتھ گذارش کروں گا کہ پھر سفارش نہ کریں ہمارے لئے پھر مصیبت کھڑی ہو جاتی ہے ایک آدمی کے لئے دس دس لوگ آجاتے ہیں کہ جی یہ تو کرلیں اسکو exempt کردیں رول آف لاء کے لئے ہمیں پھر struggle کرنا ہے تو انشاءاللہ یقیناً انکے خلاف ایکشن ہو گا۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : جناب اس سوال کے دو حصے تھے دوسرے حصے کا جواب دینے کی انہوں نے ابھی تک کوشش نہیں کی ہے کہ aggrieved لوگ یعنی جو senior تھے جن کو نظر انداز کیا گیا انہوں نے representation کی ہے اُس representation کا فیصلہ کب ہوگا؟

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : ابھی بتلایا ہے کہ جب فیصلہ ہوا تو policy will be implemented then.

In regard to the people who made representation in the context as to what the policy is decided how the procedure is laid down? Accordingly, that shall be done and the grievances of the aggrieved persons will be redressed.

جناب اخونزادہ بہرہ ور سعید : اب اس میں پالیسی کی بات سُن لیں

Sir, the Minister concerned is now avoiding a clear cut answer. The matter is once for all decided by the Establishment Division that the new or the fresh employees cannot be given seniority on equal footing with the old.

Mr. Chairman: I think, he has given the answer.

Mr. Akhunzada Behrawar Saeed: This was reversed.

Now, when are they going to decide? There are no other complications, Sir.

Mr. Chairman: Within months, they are saying.

Mr. Akhunzada Behrawar Saeed: They have employed their own choice and now they have not the courage to ask them to go back.

جناب چیئرمین : وہ کہہ رہے ہیں نا کہ ہم جلدی فیصلہ کر رہے ہیں---

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : جناب چیئرمین ! معذرت کے ساتھ میں آپکی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ یہ صرف remarks ہیں

It does not become a question according to the Rules of Procedure.

جناب چیئرمین : جی قاضی صاحب آپ کوئی سوال پوچھنا چاہتے ہیں.

قاضی عبداللطیف : جی میں یہی پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر کچھ "جلد" کی تفصیل ہو جائے کہ جلد کیا ہوتا ہے، دو ہفتے ہوتا ہے چھ مہینہ ہوتا ہے یا سال ہوتا ہے اسکی تفصیل کیا ہے!

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : اگر یہ محسوس نہ کریں تو جلد کے معنوں میں نو سال آتے ہیں نوے دن سے نو سال ..... نو سال تو least گیارہ بھی ہو سکتے ہیں

جناب چیئرمین : آپ اپنا بتائیں ناں؟

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : لیکن ہمارے معنی اس سے مختلف ہیں اس سے دو مہینے، تین مہینے ہو سکتے ہیں یہ نہیں کہ نوے دن سے گیارہ سال، یہ نہیں ہوگا----

جناب چیئرمین : چھ مہینے سے کم ہونگے ناں؟

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : چھ مہینے سے کم ہونگے جی ۔

جناب چیئرمین : چھ مہینے سے کم ہیں قاضی صاحب!

Mr. Akhunzada Behrawar Saeed: This is undertaken, Sir.

Mr. Chairman: Undertaken.

قاضی عبداللطیف : اس کا تو میں مشکور ہوں لیکن میں یہ گزارش کروں گا کہ اس ایوان میں اس قسم کے طنزیہ جوابات اگر ہونگے تو پھر میرے خیال میں اس ایوان کا احترام باقی نہیں رہے گا ۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید، طنز تو ہم بھی کر سکتے ہیں۔

Mr. Chairman: Next question 70.

NDFC Staff.

70. ***Syed Faseih Iqbal :** Will the Minister for Finance and Economic Affairs be pleased to state the following information regarding the number of employees recruited in the NDFC since December, 1988, indicating, name, grade, province of domicile in each case and method of recruitment adopted ?

Mr. Ihsan-ul-Haq Piracha : As in the enclosed list.

Annex "A"

LIST OF EMPLOYEES APPOINTED SINCE DECEMBER, 1988

S. No.	Name	Designation	Date of Joining	Place of Domicile	Method of Recruitment
1.	Mr. Javed Mahmood	S.V.P.	26-12-1988	Lahore, Punjab.	Interviewed by Selection Committee and approved by Chairman.
2.	Mr. Omer H.K. Bangash	A.V.P.	20-12-1988	Lahore, Punjab	Do.
3.	Mr. Aamer Tassaduq	A.V.P.	Not yet joined	Punjab.	Do.
4.	Mr. Zubair A. Bukhari	Officer Gr.-I	29-12-1988	Lahore, Punjab.	Do.
5.	Mr. Azar Ayaz	Officer Gr.-II	06-03-1989	Sukkur, Sindh (U).	Do.
6.	Mr. Raza Mohammad	Officer Gr.-II	17-4-1989	Khairpur, Sindh (R).	Do.
7.	Mr. Attaullah Khan	Officer Gr.-II	17-04-1989	Hyderabad, Sindh (U).	Do.
8.	Mr. Anjum Siddique Sheikh	Officer Gr.-II	24-06-1989	Nawabshah, Sindh (R).	Do.
9.	Mr. Abbdur Razzaque Sheikh	Officer Gr.-II	26-06-1989	Larkana, Sindh (R).	Do.
10.	Mr. Shakeel A. Qureshi	Officer Gr.-II	28-06-1989	Peshawar, N.W.F.P.	Do.
11.	Mr. S. Masroor Hussain	Officer Gr. II	28-06-1989	R. Y. Khan, Punjab.	Do.
12.	Mr. Zulfiqar Ali	Officer Gr.-II	28-08-1989	Jaccobabad, Sindh (R).	Do.
13.	Mr. Ghulam Mustafa Supro	Officer Gr.-III	08-04-1989	Larkana, Sindh (R).	Do.
14.	Mr. M. Essa Pirzada	Officer Gr.-III	18-06-1989	Nawabshah, Sindh (R).	Do.
15.	Mr. Tariq Mahmood Khan	Officer Gr.-III	12-12-1988	Bahawalpur, Punjab.	Do.
16.	Miss. Tehmina Talat	Officer Gr.-III	28-12-1988	Lahore, Punjab.	Do.

S. No.	Name	Designation	Date of Joining.	Place of Domicile	Mehod of Recruitment
17.	Mr. Bashir M. Akhtar ..	.. Steno (Scale-VII)	18-12-1988	Karachi, Sindh(U).	Interviewed by Selection Committee and approved by Chairman.
18.	Mr. Mohammad Yaqub ..	.. Steno (Scale-VI)	08-12-1988	Sheikhupura, Punjab.	Do.
19.	Mr. S. Hasan Javaid ..	.. Typist (Scale-V)	22-12-1988	Karachi, Sindh(U).	Do.
20.	Mr. Qamar Ali	.. Typist (Scale-V)	27-12-1988	Rawalpindi, Punjab.	Do.
21.	Mr. Abdul Manan ..	.. Assistant (Scale-IV)	01-04-1989	Nawabshah, Sindh(R).	Do.
22.	Mr. Khalilullah	.. Driver (Scale-IV)	10-12-1988	Karachi, Sind (U).	Do.
23.	Mr. Munir Gul.	.. Driver (Scale-IV)	06-12-1988	Kohat, N.W.F.P.	Do.
24.	Mr. Ahmed Nabi ..	.. Driver (Scale-IV)	01-08-1989	Rawalpindi, Punjab.	Do.

Mr. Chairman: Any supplementary question?

سید فصیح اقبال: ضمنی سوال۔ جناب وزیر صاحب نے جو لسٹ جواب میں فراہم
کی ہے ماشاء اللہ بڑے بڑے سینئر افسران سے لیکر سٹینو ٹائپسٹ ڈرائیور تک لکھے ہیں کل ۲۴ رکھے
گئے ہیں اور Method of Recruitment ہے Interview by selection
committee and approved by the Chairman. تو کیا یہ اشتہارات ملازمت کے سلسلے میں
چاروں صوبوں میں دیئے گئے تھے اگر ایسا ہے تو پھر میں ایک گلہ کروں گا کہ اس میں ایک بھی
بلوچستان کا آدمی نہیں ہے یعنی آزاد کشمیر ہے تینوں صوبے ہیں کشمیر ہے لیکن بلوچستان
کا ایک آدمی آپ نے اس قابل نہیں سمجھا اگر ڈرائیور سے [illegible] تک آپ نے بھرتی کئے
لیکن ایک بھی صوبہ بلوچستان کا نہیں ہے تو کیا آپ نے وہاں اشتہارات نہیں دیے
یا وہاں سے درخواستیں نہیں آئیں۔ اس کا ذرا جواب دیجئے؟

جناب احسان الحق پراچہ: جناب چیئرمین! واقعی اس لسٹ میں ۱۷ آفیسرز اور آٹھ
دیگر سٹاف میں بلوچستان سے کوئی بھی شخص نہیں ہے یہ درخواستیں اخبارات کے ذریعے نہیں
طلب کی گئیں N D F C کے مختلف دفاتر میں جو درخواستیں موصول ہوئیں ان کا سلیکشن کمیٹی
نے انٹرویو کیا اور سلیکٹ کیا غالباً بلوچستان سے کوئی درخواست موصول ہی نہیں ہوئی جس کی وجہ
سے نہ وہ انٹرویو میں آسکے اور نہ select ہو سکے میں فاضل رکن سے یہ درخواست کروں
گا اگر وہ کوالیفائیڈ اشخاص کی درخواستیں N.D.F.C. کو ارسال فرمائیں تو ہم یقیناً انٹرویو ٹیم کو بلوچستان
بھیج کر ان کا انٹرویو کریں گے اور ان کو سلیکٹ کریں گے۔

سید فصیح اقبال: میں وزیر موصوف کے اس اعلان کا خیر مقدم کرتا ہوں لیکن
افسوس یہ ہے کہ کوئٹہ میں N.D.F.C کا ریجنل آفس ہے مجھے پتہ ہے کہ کوئٹہ اور یہاں پر بھی
میرے پاس بے روزگار آتے ہیں انہوں نے positively کہا یہ پلیسمنٹ
بیورو کے through ہو رہا ہے اس میں اگر بلوچستان کا کوئی آدمی ہو گا تو وہ
پیپلز پارٹی کی ہائی کمان کے through آئے گا لہٰذا مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے
کہ یہ کہہ رہے ہیں کہ وہاں سے درخواستیں نہیں آئیں یہ جواب غلط ہے باقی یہ صحیح ہے کہ آپ اب بھرتی

[Syed Fasieh Iqbal]

کے لئے آمادہ ہیں کیونکہ پلیسمنٹ بیورو اب ختم ہو چکا ہے مزید یہ آپ بتائیے کہ آپ کا جو ریجنل آفس کوئٹہ میں ہے اس سے آپ نے کبھی درخواستیں منگوائی ہیں؟

جناب احسان الحق پراچہ: جناب چیئرمین! تمام ریجنل آفسر کو ہدایات دی گئی ہیں کہ جتنی درخواستیں انہیں موصول ہوں وہ process کر کے ہیڈ آفس کو بھجوائیں۔ یقیناً نوکری تلاش کرنے والے لوگ فاضل رکن کے پاس ضرور آئے ہونگے۔۔۔

سید فصیح اقبال: یہاں پہنچے ہیں جناب۔۔۔

جناب احسان الحق پراچہ: لیکن ریجنل آفس میں گئے نہیں اور اگر گئے ہوتے اور درخواست دی ہوتی تو وہ درخواست یقیناً process ہو کر انٹرویو کے لئے کم از کم جاتے، وہ انٹرویو میں select ہوتے نہ ہوتے وہ ایک علیحدہ بات ہے لیکن درخواستیں موصول ہوتیں۔۔۔ جہاں فاضل رکن نے یہ الزام لگایا ہے کہ وہ پیپلز پارٹی کے ذریعے ہوتے چلیں اگر یہ الزام مان بھی لیا جائے کہ پیپلز پارٹی کے ذریعے آنا چاہیئے تھا لیکن پیپلز پارٹی کے ذریعے سے بھی کوئی وہاں سے درخواست موصول نہیں ہوئی لہٰذا میرا یہ جواب درست معلوم ہوتا ہے کہ بلوچستان سے کوئی وہاں درخواست دہندہ آیا ہی نہیں نہ ریجنل آفس کے ذریعے اور نہ پیپلز پارٹی کے ذریعے یا عہدیداروں کی طرف سے۔

سید فصیح اقبال: جناب چیئرمین! میں آپکے توسل سے وزیر صاحب سے کہتا ہوں بحث میں نہ پڑیں۔ درخواستیں بالکل پہنچی ہیں اگر آپ اس پر اصرار کرتے ہیں تو پھر میں آپ کے جواب کو چیلنج کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: اس طرح کریں کہ اب درخواستیں بھجوادیں۔

سید فصیح اقبال: نہیں اب تو انہوں نے جو کہا ہے میں نے اسکا خیر مقدم بھی کیا ہے۔ میں نے ان کو پرسوں بھی کہا تھا کہ دیکھیے جن محکموں کے وہاں head offices ہیں لوگ براہ راست ان سے رجوع کرتے ہیں لیکن جب لسٹ دیکھی تو ڈرائیور اور چپڑاسی بھی وہاں کا نہیں ہے کوئٹہ شہر بلوچستان کا دارالخلافہ ہے وہاں اتنی بے روزگاری ہے وہاں دور دراز کے لوگ آتے ہیں بینکوں کے regional chiefs ہیں وہاں پر بھی آپ کا ریجنل منیجر ہے درخواستیں وہاں لوگوں نے دی ہیں مجھے پتہ ہے تب ہی میں کہہ رہا ہوں ورنہ میں اس کو چیلنج نہ کرتا لیکن اب

میں ان سے یہ assurance لینا چاہتا ہوں کہ ابھی اگر ہیں آپ کے آفس کی وساطت سے آپ کے پاس درخواستیں بھجوا دوں کیا آپ ان کی appointment کے سلسلے میں کچھ کریں گے کیونکہ بلوچستان کا کوٹہ زیرو ہے۔

جناب چیئرمین: جی جناب وزیر مالیات۔

جناب احسان الحق پراچہ: جناب چیئرمین! میں پہلے بھی گزارش کر چکا ہوں اب دوبارہ اعادہ کرنا چاہوں گا کہ فاضل رکن یا کوئی اور صاحب ریجنل آفس کے ذریعے درخواستیں بھجوائیں۔ ہم انٹرویو ٹیم وہاں بھیجیں گے بجائے اس کے کہ امیدوار اخراجات کر کے کراچی آئیں اور انٹرویو دیں۔ ہم انٹرویو ٹیم کو وہاں بھیجیں گے اور اسامیوں کے مطابق ہم انہیں بھرتی کریں گے میں یقین دلاتا ہوں کہ بلوچستان کی بتدریج کمی پوری کر دیں گے کیونکہ ایک ہی دفعہ تو ان کے کوٹہ کی کمی پوری نہیں ہو سکے گی لیکن میں آن دی فلور آف دی ہاؤس یقین دلاتا ہوں کہ ہم کوشش کریں گے کہ اسامیوں کے مطابق ان کو بلوچستان سے بھرتی کیا جائے اور جونہی درخواستیں ہمارے پاس آ جائیں گی ہم انٹرویو ٹیم کو وہاں بھیجیں گے۔

جناب چیئرمین: جی ڈاکٹر نور جہاں۔

ڈاکٹر نور جہاں پانیزئی: میں وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ وہ بلوچستان کو اگر پاکستان کا ایک حصہ سمجھتے ہیں اور بلوچستان کے لوگوں کو پاکستانی سمجھتے ہیں تو پھر میں انہیں بتا دینا چاہتی ہوں کہ وہ انہیں پاکستانی کی حیثیت سے ہینڈل کریں وہ آپ کے پاس کسی بھی پیپلز پارٹی کے نمائندہ کی request لے کر نہیں آئیں گے

Mr. Ihsan-ul-Haq Pïracha: Noted Sir.

جناب چیئرمین: جی قاضی عبداللطیف صاحب۔

قاضی عبداللطیف: میں وزیر محترم سے یہ پوچھوں گا کہ 26 ملازم بھرتی کئے گئے ہیں جن میں سے دس پنجاب سے ہیں اور بارہ سندھ سے ہیں اور دو صوبہ سرحد سے ہیں۔ یہ اتنے تفاوت کی وجوہات کیا ہیں۔

جناب چیئرمین: جی جناب وزیر صاحب۔

جناب احسان الحق پراچہ: جناب چیئرمین! میں اس بات کا جواب پہلے ہی دے چکا

[Mr. Ihsan-ul-Haq Piracha]

ہوں کہ جتنی درخواستیں ہمیں موصول ہوتی ہیں ان کو process کیا گیا اور انٹرویو کے بعد امیدواروں کی سلیکشن کی گئی ہے یہ آدمی اس قابل تھے جن کو سینئر سکیل میں سلیکٹ کیا گیا ہے اور جونیئر سکیل میں سلیکٹ کیا ہے اور اگر زیادہ درخواستیں موصول ہوتیں اور ان کی اہلیت و قابلیت ہوتی تو یقیناً ہم ان کو سلیکٹ کر لیتے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جناب ڈاکٹر بشارت الٰہی صاحب۔

Dr. Bisharat Elahi: Mr. Chairman, Sir, if my recollection is correct, the honourable Minister said that these posts were not advertised in the press. I would like to know as to why they were not advertised in the press to give an equal opportunity to all the contestants to apply and appear for interview.

جناب احسان الحق پراچہ: جناب چیئرمین! میں نے جوابات کے دوران کبھی یہ تسلیم نہیں کیا کہ یہ ایڈورٹائز کی گئی تھیں۔ میں نے کبھی ایڈمٹ نہیں کیا۔ اب بھی کہتا ہوں کہ ان اسامیوں کو مشتہر نہیں کیا گیا۔ اور ان اداروں کا جو پروسیجر ہے وہ گذشتہ کئی سالوں سے اسی طرح ہے جس کا ڈاکٹر صاحب کو بخوبی علم ہے۔ یہ پروسیجر ڈاکٹر صاحب ہی set کروا کر گئے ہوئے ہیں ہم ابھی اسی پروسیجر پر عمل کر رہے ہیں یہ ادارے کبھی اسامیاں مشتہر نہیں کرتے۔ جو درخواستیں آتی ہیں انکو ہی process کر لیتے ہیں کبھی مشتہر نہیں کیا جی۔

ڈاکٹر بشارت الٰہی: جناب میرا تو سوال ہی اور تھا میں نے یہ پوچھا تھا کہ اگر یہ مشتہر نہیں ہوئیں تو کیوں نہیں ہوئیں؟ دوسری بات انہوں نے براہ راست مجھے کہا ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے یہ پروسیجر set کروایا تھا۔

I very strongly protest and I warn the Minister that he has got no business in saying this.

Mr. Chairman: I think you should withdraw those words. Please withdraw those words.

Mr. Ihsan-ul-Haq Piracha: I withdraw it.

He has withdrawn those words.

جناب چیئرمین: انہوں نے یہ کہا ہے لیکن انہوں نے یہ کہا ہے کہ ان اداروں کا ہمیشہ سے پروسیجر یہی رہا ہے۔

Dr. Bisharat Elahi: Cannot we change the procedure now?

جناب چیئرمین : ہاں وہ سوال پوچھیں کہ you willing to change the procedure.

جناب احسان الحق پراچہ : ہم غور کریں گے جناب کہ آیا جو پہلے سے نافذ پروسیجر ہے وہی بہتر ہے یا اسے مشتہر کرنا چاہیئے۔ اس پر ہم غور کریں گے۔

جناب چیئرمین : جناب فصیح اقبال صاحب۔

سید فصیح اقبال : جناب میں وزیر موصوف کے اس اعلان سے کہ یہی پروسیجر وہاں ہے یہ معلوم کرنا چاہوں گا کہ جتنے آپ کے دوسرے مالیاتی ترقیاتی ادارے ہیں سب میں یہ پروسیجر ہے اور آپ جو بھرتی کرتے ہیں وہ بغیر اشتہار کے کرتے ہیں تو کیا کسی کو الہام ہوتا ہے کہ کون سی جگہ کہاں خالی ہے آپ کے جواب. all doubts are created کہ اتنے اچھے امیدوار آئے تھے آپ بتائیں کہ جب اخبارات میں اشتہارات نہیں دئے جاتے تو کیا یہ constitutional violation نہیں ہے تمام محکموں کے لیے یہ ضروری ہے کہ ۱۶ گریڈ سے کم کی اسامیوں پر اگر وہ کوئی چپراسی بھی رکھیں تو اس کا اشتہار دیں اس کا آپ کم از کم دو اخبارات میں ضرورت اسامیاں اشتہار دیں تاکہ یہ عام آدمی کے علم میں آجائے یہ عوام کا basic right ہے کسی کو کیا پتہ کہ آپ کے محکمے میں کتنی jobs ہیں اگر آج کوئٹہ کی بات ہے تو کوئٹہ کو، آپ نے violate کیا کوئٹہ اس میں نہیں ہے آپ کہتے ہیں گریڈ ۱۷ اسے اوپر اس کا خیال رکھا جاتا ہے۔ اس میں بھی نہیں ہے lower grades میں پوسٹیں لوکل لوگوں کو ملنی چاہئیں اگر کوئٹہ کا آفس ہے تو کوئٹہ کی لوکل پوسٹیں کوئٹہ کے لوگوں کو جانی چاہئیں اب ہمیں کیا پتہ کہ آپ نے یہ ہیڈ آفس کے لئے بھرتی کیئے ہیں لوکل آفس کے لئے کئے ہیں اگر حیدرآباد میں پوسٹیں ہوں تو وہ حیدرآباد کے لوگوں کا حق ہے۔

جناب چیئرمین : سوال کیا ہے آپ کا؟

سید فصیح اقبال : سوال یہ ہے کہ یہ پروسیجر دوسرے مالیاتی، ترقیاتی اداروں میں بھی ہے یا صرف این ڈی الیف سی میں ہے۔

جناب احسان الحق پراچہ : جناب یہ صرف این ڈی الیف سی میں نہیں بلکہ دیگر بھی جو

[Mr. Ihsan-ul-Haq Piracha]

financial institutions ہیں ان میں یہی طریقہ کار چل رہا ہے اور یہ طریقہ کار ہمارا بنایا ہوا نہیں ہے۔ ہم اِس پر عمل کر رہے ہیں پبلک سروس کمیشن کا انہوں نے فرمایا پبلک سروس کمیشن میں صرف سرکاری ملازمتیں آتی ہیں جو پرائیویٹ یا اس قسم کے ادارے ہیں بینکس ہیں یا وہ development financial institutions ہیں ان اداروں کا اطلاق نہیں ہوتا۔

جناب چیئرمین: وہ کہہ رہے ہیں کہ اصول انہوں نے ایک وضع کیا ہوا ہے۔

جناب احسان الحق پراچہ: آج اِن کو وہ آئین بھی یاد آگیا آج اِن کو ساری باتیں یاد آگئیں۔ پچھلے سالوں میں بھی یہ ہوتا رہا ہے میں نے عرض کیا ہم ضرور اس کو review کریں گے اگر مناسب سمجھا تو اس کو change کریں گے۔

جناب چیئرمین: جی ڈاکٹر شیر افگن آپ کا پوائنٹ آف آرڈر تھا کوئی؟

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: میری گزارش یہ تھی کہ آنریبل سینیٹر ڈاکٹر بشارت صاحب نے باقاعدہ ایک فقرہ کہا ہے جو unparliamentary ہے

it tantamounts to a threat "that I warn the Minister".

جناب احسان الحق پراچہ: ڈاکٹر صاحب نے warn کیا ہے کوئی بات نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: جی عباس شاہ صاحب، آپ کا آخری سوال جناب۔

سید عباس شاہ: میں اِس opportunity سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وزیر صاحب سے یہ درخواست کروں گا کہ as he has said, in all DFIs یہ پروسیجر adopt کیا گیا ہے جو ایک vicious circle create ہوا ہے۔ جس سے اِن کے اپنے لوگ بھرتی ہوتے ہیں تو آج جب جمہوری حکومت ہے تو I will request him کہ اس vicious circle کو ختم کریں کیونکہ اتنی زیادہ frustration ہے کہ اگر آپ total DFIs میں حبیب بینک میں حساب کریں تو فرنٹیئر اور بلوچستان کا آپ کو کوئی آدمی نہیں ملے گا اور اسی طرح اگر آپ دوسرے بینکوں کو لیں مثلاً این ڈی ایف سی کو لیں یا آر ڈی ایف سی کو لیں یا آپ Bankers Equity کو لیں۔

you will never find people from the smaller provinces

کیونکہ وہاں جو موجود لوگ ہیں — — —

I am not criticising you but I am suggesting that proper remedy may please to be made.

عوام میں بڑی frustration ہے جناب اور دوسری یہ درخواست کروں گا کہ

you are opening 350 new branches of the banks

اور آپ نے نیشنل اسمبلی کے ممبرز کو کہا کہ on their recommendation you will consider

ہم پر بھی اپنے علاقوں سے pressure ہے تو

We will also ask this favour from you and I hope you will consider it also.

جناب احسان الحق پراچہ: جناب چیئرمین! فاضل ممبران کے لیے یہ میں عرض کرنا چاہتا ہوں گا کہ سابقہ وزیر خزانہ نے Agricultural Development Bank میں کوئی آٹھ ہزار کے قریب عارضی آدمی بھرتی کئے جو اب بھی تین سال سے temporary ہی چلے آ رہے ہیں اسی طرح حبیب بینک میں ہزاروں کی تعداد میں ضرورت سے زیادہ بھرتی کئے گئے ہیں اور وہ بھی ایسے ہی بغیر اشتہار دیئے، بغیر درخواستیں مانگے، ہم انشاءاللہ کوشش کریں گے کہ اس کو rectify کریں اور جو حق دار ہیں جو جن پوسٹوں کے لئے qualify کرتے ہیں ان کو رکھیں گے۔ جہاں فاضل ممبر نے تجویز پیش کی ہے ہم نے کوئی ایسی سکیم نہیں بنائی کہ ۳۵۰ برانچیں کھولی جائیں اور ممبران کو ہم نے کہا کہ ان کی سفارش پر لوگوں کو رکھیں گے لیکن گزشتہ تین چار سالوں سے development اتنی ہو گئی ہے اور کئی علاقے بڑھ گئے ہیں کئی گاؤں ایسے اس قابل ہو گئے ہیں۔ کہ وہاں بینک کی facilities ہونی چاہیے تو بینکوں کی facilities پورے ملک میں پھیلانے کے لئے حکومت نے Banking Council کو یہ ہدایت دی ہے کہ وہ ملک میں نئی برانچیں کھولنے کا جائزہ لے National Savings Centre گاؤں میں دیہاتوں میں، چھوٹے چھوٹے شہروں میں کھولنے کا جائزہ لے۔ اور پھر سٹیٹ بینک کے باقاعدہ قانون ہیں رولز ہیں جس کے مطابق سٹیٹ بینک ہر نئی برانچ کھولنے کے لئے اجازت دیتا ہے ان کا بھی جائزہ لیتا ہے تو بینکنگ کونسل اس امر کا جائزہ لے رہی ہے اور ہم ملک میں نئی برانچیں کھولنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ کیونکہ ہم ملک میں بینکوں کی سہولتیں ہر جگہ پھیلانا چاہتے ہیں۔ اور اس سلسلے میں جتنی بھی اسامیاں نکلتی ہیں نئی برانچیں کھلتی ہیں فاضل رکن بھی

[Mr. Ihsan-ul-Haq Piracha]

جن کی سفارش کریں گے ہم ان پر انشاءاللہ غور کریں گے۔

جناب عبدالمجید قاضی: جناب اس کے سلسلہ کے نمبر ۳ پر درج آدمی نے ابھی تک Join نہیں کیا تو میری درخواست یہ ہے کہ اگر ایک fixed limit کے اندر وہ join نہیں کرتا ہے تو کیا یہ پوسٹ بلوچستان کو دی جا سکتی ہے

جناب احسان الحق پراچہ: جناب چیئرمین! انٹرویو کال میں یا سیلیکشن لیٹر میں باقاعدہ تاریخ لکھی جاتی ہے کہ فلاں تاریخ تک Join کرلیں یہ جو جواب دیا ہے کہ ابھی تک Join نہیں کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ جو جواب دینے کی آخری تاریخ تھی اس تک اس نے جواب نہیں دیا مجھے اب تازہ ترین پوزیشن کا پتہ نہیں ہے کہ اس نے Join کیا ہے یا نہیں کیا، اگر join نہیں کیا تو بلوچستان کو ضرور دینے کے لئے تیار ہیں۔

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) سعید قادر: یہ جو DFIs ہیں ان میں این ڈی الیف سی شامل ہے اس میں کوئی کوٹہ سسٹم لاگو ہے کہ نہیں۔۔۔

جناب احسان الحق پراچہ: جناب سولہ سکیل سے اوپر اور پر جتنی آسامیاں ہیں ان پر لاگو ہے اور سولہ سے نیچے کسی اسامی پر لاگو نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: اگلا سوال سید فصیح اقبال۔

Staff in Nationalized Banks

72. ***Syed Faseih Iqbal :** Will the Minister for Finance and Economic Affairs be pleased to state the total number of employees working in each nationalized scheduled Bank with province-wise break-up ?.

Mr. Ihsan-ul-Haq Piracha : The total number of employees working in the nationalized commercial banks as on 31st May, 1989 is 85415. The bank-wise and province-wise break-up is annexed.

Annex

BANK-WISE AND PROVINCE-WISE POSITION OF EMPLOYEES WORKING IN THE NATIONALISED COMMERCIAL BANKS AS ON 31-5-1989

Bank	Merit	Punjab	Sindh		N.W.F.P.	Baluchistan	A.K.	NA/FATA	Total
			Urban	Rural					
H.B.L.	—	11,674	6,655	1,283	3,088	442	582	345	24,069
N.B.P.	130	10,200	4,695	1,369	3,135	633	535	88	20,785
U.B.L	2,075	9,440	4,254	1,958	1,945	381	659	52	20,764
M.C.B.	1,267	5,868	2,574	750	1,549	300	294	82	12,684
A.B.L.	577	3,441	1,012	514	1,173	139	212	45	7,113
Total ..	4,049	40,623	19,190	5,874	10,890	1,895	2,282	612	85,415

سید فصیح اقبال : جناب والا! تمام کمرشل بینکوں یعنی حبیب بینک، نیشنل بینک یونائیٹڈ بینک، ایم سی بی اور الائیڈ بینک میں ملازمین کی تعداد ۱۵۱۴۸۵ بتائی گئی ہے ان میں سے بلوچستان کے ملازمین کی تعداد ۱۸۹۵ بتائی گئی ہے، میں نے اس ضمن میں پہلے بھی عرض کیا تھا مجھے خود کراچی میں حبیب بینک میں جانے کا اتفاق ہوا ہے کوئٹے میں جانے کا اتفاق ہوا ہے ان کے صوبائی چیف نے بتایا تھا کہ وزارت خزانہ کے ایک حکم سے ہم نے تمام تبادلے روک دیئے ہیں یعنی مجھے افسوس تو یہ ہے کہ پچھلی حکومت نے بھی بینکوں پر ایسا کنٹرول نہیں کیا تھا کہ ایک چپڑاسی کا تبادلہ صوبائی چیف نہیں کر سکتا، بھرتی نہیں کر سکتا، ایڈ ہاک کو مستقل نہیں کر سکتا یہ تو اس نے ایک سال کا بتایا اب آپ بتایئے کہ جو back-log ہے، ہمارا کوٹہ کوئی ۵ فیصد بنتا ہے اس میں ہمارے اڑھائی ہزار آدمی کم ہیں۔ تو نئی بھرتی کے سلسلے میں کیا وہ یہ بتائیں گے کہ بلوچستان کو نیشنلائزڈ بینکوں میں وہ پورا کوٹہ کب ملے گا۔

جناب احسان الحق پراچہ : جناب چیئرمین! بلوچستان کا کوٹہ جو تمام پوسٹوں میں بنتا ہے وہ ۵ء۳ ہے لیکن اس وقت جو پوزیشن ہے ان کے کوٹے کی وہ ۲ء۲ ہے میں نے ایک پہلے سوال میں بھی یقین دلایا ہے کہ حکومت یہ کوشش کرے گی کہ اگلے برسوں میں کمی پوری کر دیں ممکن ہے ایک سال میں ہم اسے rectify نہ کر سکیں۔ ہو سکتا ہے کہ جس تناسب سے کوٹہ مقرر ہے اتنی اسامیاں وہاں پیدا نہ ہو سکیں لیکن میں یقین دلاتا ہوں کہ حکومت کوشش کرے گی کہ کوٹے کے مطابق اسامیاں پوری دی جائیں۔

جناب چیئرمین : شکریہ، وقفہ سوالات ختم ہوا،

Appointments in grade 16 and above in customs

†73. ***Prof. Khurshid Ahmed:** Will the Minister for Finance and Economic Affairs be pleased to state the number of persons appointed in grade 16 and above in the Customs Department since 2nd December, 1988 indicating also their names, place of domicile and the name of the authority on whose recommendations these appointments were made ?

Mr. Ihsan-ul-Haq Piracha: The following three persons in B-16 and above have been appointed in the Customs Department since 2nd December, 1988. Place of domicile, date of joining and name of recommendee is indicated against each :—

† Question Hour feing ever the remaining questions and answers were placed on the Table of the House.

S. No.	Name and Designation	domicile	Date of joining	Name of Recommendees
1.	Mr. Masood Aziz Khan *Ad hoc* appointment as Deputy Assistant Chemical Examiner (B-16) Customs House, Karachi.	Punjab	7-9-1989	Placement Bureau.
2.	Mr. Mahmood Ali Khan, *Ad hoc* appointment as Deputy Assistant Chemical Examiner (B-16) Customs House, Karachi.	Punjab	7-9-1989	Do.
3.	Miss Musarat Fatima *Ad hoc* appointment as Deputy Assistant Chemical Examiner (B-16) Customs House, Karachi.	Punjab	15-9-1989	Do.

condition of streets in G-6/1-4, in Islamabad

74. ***Dr. Bisharat Elahi :** Will the Minister Incharge of the Cabinet Division be pleased to state whether it is a fact that all streets in Sector G-6/1-4, Islamabad, are in a dilapidated condition and most of them have been closed for traffic. If so the time by which these streets will be repaired ?

Khawaja Ahmad Tariq Raheem : No. A proposal to convert some of the pedestrian streets, damaged due to plying of vehicles, into vehicular road has been approved and as soon as funds are made available the required action would be taken.

House Rent Deductions

75. ***Dr. Bisharat Elahi :** Will the Minister for Finance and Economic Affairs be pleased to state :

(a) whether it is a fact that the house rent is deducted from the allottees of the government quarters on their running basic salary *plus* Secretariat Allowance where as the non-allottees of government quarters are paid house rent on their basic salary, if so, its reasons ; and

(b) whether it is also a fact that government has decided to deduct 7 per cent instead of 5 per cent as house rent from the government servants provided with Government accommodation *w.e.f.* 1st July, 1989, if so, its reasons ?

Mr. Ihsan-ul-Haq Piracha : (a) Yes. This is according to existing rules.

(b) No.

ADP for FATA

76. ***Haji Malik Faridullah Khan :** Will the Minister for Planning and Development be pleased to state whether it is a fact that the government has imposed 13 per cent cut in ADP for FATA during the current financial year ?

Mr. Ihsan-ul-Haq Piraca : No. There is an increase of 10 per cent over the previous year in the ADP allocation for FATA.

Removel or Rehries

77. ***Prof. Khurshid Ahmed:** Will the Minister Incharge of the Cabinet

[Mr. Ihsan-ul-Haq Piracha]

Division be pleased to refer to Senate Starred Question No. 111 replied on 25th July, 1989 and state the action taken against the handcarts owners who unauthorisedly displayed handcarts on road side near residential flats in Sector G-9|2, Islamabad, and the time required to remove them permanently ?

Khawaja Ahmad Tariq Raheem : Raids are carried out by the CDA Enforcement Staff and handcarts (Rehries) are removed from G-9|2 and taken to the CDA Store. It is hoped that the rehries will be eliminated from the area of G-9|2, flats reasonably short time.

Kashmir Highways Islamabad

78. ***Haji Malik Faridullah Khan :** Will the Minister Incharge of the Cabinet Division be pleased to state :

(a) whether it is a fact that Kashmir Highway Islamabad is in a dilapidated condition ;

(b) whether it is also a fact that the repair work is in progress for a long time ; and

(c) the reasons for delay in the completion of repair work indicating also the total amount spent on it so far and the total length of the road constructed and the length remaining for repairs ?

Khawaja Ahmed Tariq Reheem : (a) Part of the Kashmir Highway needs repair.

(b) The work of repair to Kashmir Highway has been undertaken in a phased programme.

(c) The work relating to completion of repair of Kashmir Highway was divided in four reaches:

(i) First reach west of Peshawar Turning to Sector 10 series was completed in 1987-88.

(ii) Second reach between Zero point to Peshawar turning was undertaken for repairs in 1988-89 and a major part of it has been completed.

(iii) The work on third reach beyond Sector 10 series upto G.T. Road has been undertaken during the current financial year 1989-90 and is expected to be completed by the close of the year.

(iv) Tenders for the fourth reach east of Zero point upto inter-section of Murree Highway are being invited shortly.

So far Rupees 14.53 million have been spent on repairs of Kashmir Highway. The total length of Kashmir Highway which has been repaired is about 9 Kms. About 11 Kms. of the Highway remains to be repaired.

Suspension and Arrest of Mr. Anwar Bajwa

79. **Mr. Muhammad Ishaque Baluch :** Will the Minister for Finance and Economic Affairs be pleased to state whether it is a fact that one Mr. Muhammad Anwar Bajwa, Director General loan department of ADBP was suspended|arrested during his service ; if so, the reasons for such suspension|arrest, if any ?

Mr. Ihsan-ul-Haq Piracha : Yes. Mr. M. Anwar Bajwa, Director General, ADBP was suspended on 16th December, 1970 while posted as Manager Larkana for serious irregularities in various loan cases including favour to his friends, insulting legal adviser of the branch at Bahawalnagar and obtaining bribe. He was awarded minor penalty of stoppage of one increment with commutative or cumulative effect on 28th July, 1971.

Mr. Bajwa was arrested on 16th June, 1983 by Gujranwala Police under section 8 of Prohibition (Enforcement of Hadood) Ordinance, 1979 for driving while being drunk and was challaned on 16th June, 1983.

Recruitmen or relatives in ADBP

80. ***Mr. Muhammad Ishaque Baluch :** Will the Minister for Finance and Economic Affairs be pleased to state :

(a) the number of brothers, sons, brothers-in-law and sons-in-law of Chand Muhammad, Senior Executive Director for Finance Islamabad are serving in Agriculture Development Bank indicating also their names, designations, educational qualifications and domicile ; and

(b) whether any of his relatives from Hazara Division are serving in the above said bank, if so their names, designations and educational qualifications ?

Mr. Ihsan-ul-Haq Piracha : (a) & (b) This type of personal information is neither indicated by the candidates nor asked for by the Bank at the time of recruitment.

Recruitment of Inpectors in customs

81. ***Mr. Muhammad Ishaque Baluch :** Will the Minister for Finance and Economic Affairs be pleased to state the total number of Inspectors recruited in the Pakistan Customs since January 1984, indicating also the names, address, educational qualifications and place of domicile of such employees belonging to the province of Baluchistan ?

Mr. Ihsan-ul-Haq Piracha : The information is being collected and will be placed before the House as soon as possible.

Move - aver facility to Banks employees

82. ***Mr. Shad Mohammad Khan :** Will the Minister for Finance and Economic Affairs be pleased to refer to Senate Starred Question No. 28 replied on 15th September, 1988 and state the steps taken by the Government to allow move-over facility to employees of the Nationalized Commercial Banks ?

Mr. Ihsan-ul-Haq Piracha : The issue to allow the facility of move over to the officers of Nationalised Commercial Banks has been re-examined but it has not been found feasible to agree to it on account of cogent reasons.

Promation of Diploma Englineer is CDA

83. ***Mir Hussain Bukhsh Bangulzai :** Will the Minister Incharge of the Cabinet Division be pleased to state :

(a) the number of Diploma Holders Engineers in the CDA recommended for promotion to Grade-18 during the current year ; and

(b) whether it is a fact that the Justice Division had advised that the promotions of Diploma Holders working in the CDA to Grade-18 was unlawful; if so, the reasons for proposed regularisation of their service?

Khawaja Ahmad Tariq Raheem: (a) None.

(b) The cases of Diploma Holders who were promoted to BPS-18 posts after the enforcement of the Pakistan Engineering Council Act, 1976 have been sent to the Establishment Division because according to advice tendered by Legal Adviser CDA and the Law and Justice Division, the professional engineering work or works could only be undertaken by a Professional Engineer who holds a recognized engineering qualification and is registered as a professional Engineer. Diploma holders are not registered as Professional Engineers. For purposes of exemption from the operation of relevant provisions of the Act, their cases have been referred to the Establishment Division.

Damages caused by Floods.

84. ***Qazi Abdul Latif:** Will the Minister Incharge of the Cabinet Division be pleased to state:

(a) the number of villages cities affected by recent floods in the country with province-wise break-up: indicating also the estimated loss of life and property, if any, in each province; and

(b) the amount of relief provided by the Federal or Provincial Governments separately to the affectees indicating also the amount of relief paid out of Ushr and Zakat fund, if any?

Khawaja Ahmad Tariq Raheem: (a) A statement showing province-wise damages caused by the recent floods is attached as Annexure I.

(b) A statement showing details of the amounts provided by the Federal and Provincial Governments for providing relief to the flood affected people out of their budgetary resources and Ushr and Zakat Fund is attached as Annexure II.

Annexure-I

FLOOD LOSSES DAMAGES—1989

Name of the Province	No. of Villages affected	No. of people affected	Total area affected (in acres)	Cropped area affected (in acres)	No. of people evacuated	No. of houses damaged	No. of houses demolished	No. of persons dead	Cattle head missing.	Misc.
Punjab	2,124	146,883	933,396	394,212	63,347	8,411	3,939	30	304	—
Sind	23,024	1,175,426	1,751,429	1,238,1[illegible]	33,290	196,636	84,509	98	5,470	—
N.W.F.P. ..	40	9,123	—	800	—	1,833	—	7	81	—
Baluchistan ..	—	—	500	—	—	200	20	1	69	—
G. Total ..	25,188	1,331,432	2,685,325	1,633,178	96,637	207,080	88,468	136	5,924	—

Requirement in A.D.B.P.

85. ***Qazi Abdul Latif :** Will the Minister for Finance and Economic Affairs be pleased to state the names, father's names, educational qualifications, age, designations and place of domicile of persons recruited|appointed in the A.D.B.P. at all levels from 1st January to 15th August, 1989, with province-wise break-up ?

Mr. Ihsan-ul-Haq Piracha : During January 1, 1989 to August 15, 1989, 228 persons were recruited in the Bank. Out of 228 staff recruited in the Bank, 84 belong to the Punjab, 104 to Sindh 29 to NWFP, 9 to Baluchistan and 2 to Northern Areas|FATA. Particulars of the persons recruited *viz.* names, father's names, educational qualification, age, designation and place of domicile are at Annexure I and II.

(Annexures have been placed in the Senate Library)

Expenditures on Cabnet Meeting Held at Peshawar

86. ***Akhunzada Behrawar Saeed :** Will the Minister Incharge of the Cabinet Division be pleased to state the expenditure incurred on holding the recent meeting of the Federal Cabinet at Peshawar and its reasons ?

Khawaja Ahmad Tariq Raheem : All the bills have not been received so far However, approximate expenditure of the Cabinet Division incurred on holding the Cabinet meeting in Peshawar on 10th August would come to Rs. 43,000. The Cabinet meetings are occassionally held in the Provincial Headquarters. This is in line with past practice and conducive to coordination between Federation and Provinces.

Remission of looms including interest

87. ***Akhunzada Behrawar Saeed :** Will the Minister for Finance and Economic Affairs be pleased to state whether there is any proposal under consideration of the government to write off the debts including the interest accummulated thereon to the farmers, shop-keepers, government servants and small land holders ?

Mr. Ihsan-ul-Haq Piracha : There is no such proposal however, under procedure prescribed by the State Bank of Pakistan, cases of write-off are considered by ADBP|Commercial Banks etc. on case to case basis.

Development of Sector I - 9/4 Islamabad

88. ***Akhunzada Behrawar Saeed :** Will the Minister Incharge of the Cabinet Division be pleased to state :

(a) whether it is a fact that the land surface surrounding flats in Sector I-9|4 has not been levelled and cleaned of unhealthy grass and bushes ; if so, the time by which it will be done ; and

(b) the time by which street lights will be provided in this Sector ?

Khawaja Ahmad Tariq Raheem : (a) The construction work on flats is still in progress. Accordingly lot of building material is lying around the Flats in Sector I-9|4. As soon as the construction agency (Pak. PWD) clears the building material etc. ; from the site, the work of levelling, dressing and cleaning of un-healthy grass and bushes etc. ; will be undertaken by the Environment Directorate, CDA

(b) Rs. 1,789 million have been paid to WAPDA on 1st July, 1989 for providing street lights in Sector I-9|4. It is expected that WAPDA will install the lights within the current financial year.

89. *Transferred to the Establishment Division.*

90. *Transferred to the Establishment Division.*

Comarison of Pay scales

†7. ***Mr. Muhammad Munir Afridi :** Will the Minister for Finance and Economic Affairs be pleased to state the pay scales alongwith allowances in vogue in the major statutory corporations, like P.I.A. WAPDA, NDFC and Nationalized Banks together with the corresponding Government pay Scales alongwith the admissible allowances ?

Reply not received.

N.M. Ratsageld company

@63. ***Qazi Abdul Latif :** Will the Minister for Finance and Economic Affairs be pleased to state whether it is a fact that the government has acquired the services of an American firm "N. M. RATSAYELD Company" for the implementation of privatization programme of industries, if so, the terms and conditions, tenure of services and amount to be paid to this firm ?

Mr. Ihsan-ul-Haq Piracha : Yes. The government engaged M|s. N. M. Rothschild, a British firm, to undertake a study to suggest an appropriate strategy for launching a privatisation programme. The terms included a fee of $ 300,000 and facilities which included (i) first class air tickets (ii) lodging and boarding (iii) local transport and (iv) secretariat assistance. etc. The Agreement was signed on 2nd April and the Consultants submitted the report on 20th May, 1989. In all, an expenditure of Rs. 7.937 million was incurred.

"Unstarred Questions and their Replies"

white washing of Houses

8. ***Syed Iftikar Ali Bokhari :** Will the Minister Incharge of the Cabinet Division be pleased to state the span of time during which government quarters in Islamabad are white washed indicating also when the quarters in Sector G-9|2 were white washed last ?

Khawaja Ahmad Tariq Raheem : As per policy white wash of Government

Transferred from the Establishment Division

Transferred from the Industries Division

Quarters becomes due after every two years. White wash of quarters in sector G-9/2 was carried out during 1986-87, 1987-88 and 1988-89 as per details given at Annexure 'A'.

Annexure 'A'

DETAIL OF GOVERNMENT QUARTERS WHITE WASHED IN SECTOR G-9/2 DURING 1986-87, 1987-88 AND 1988-89.

S. No.	Year	Type of Quarter	Nos.
1.	1986-87	A-Type	864
	1986-87	B-Type	1,088
	1986-87	C-Type	272
	1986-87	D-Type	192
2.	1987-88	B-Type	576
	1987-88	C-Type	16
3.	1988-89	B Type	96

Disposal of he presentations made by C.D.A officers.

9. *Mir Hussain Bakhsh Bangulzai : Will the Minister Incharge of the Cabinet Division be pleased to state :

(a) the number of Representations appeals made by the officers of CDA regarding administrative matters to CDA Cabinet Division since 1st August, 1984 indicating also the names, designation of the aggreved person and the nature of grievance in brief ;

(b) the number of such cases, disposed of ; and

(c) the number of cases, pending finalization by the Cabinet Division|CDA and the reasons of delay, if any, and the time by which these cases will be finalized ?

Khawaja Ahmad Tariq Raheem : The information is being compiled and will be placed shortly on the Table of the House.

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیرمین۔ اب ہم رخصت کی درخواستیں لیتے ہیں۔ جناب محمد طارق چوہدری نے ذاتی مصروفیات کی بناپر ایوان سے ۱۲ ستمبر کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے کیا آپ ان کی رخصت منظور کرتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیرمین : جناب احمد میاں سومرو صاحب کراچی تشریف لے گئے ہیں انہوں نے ایوان سے ۲۱ تا ۲۴ ستمبر تک رخصت کی درخواست کی ہے کیا آپ ان کی رخصت منظور کرتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین : قاضی حسین احمد صاحب صوبہ سندھ کے دورے پر تشریف لے گئے ہیں لہذا انہوں نے ایوان سے حالیہ مکمل اجلاس کے لیے رخصت کی درخواست کی ہے کیا آپ ان کی رخصت منظور کرتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

Privilege Motions.

جناب چیئرمین : تحاریک استحقاق۔ تحریک استحقاق نمبر جناب محمد طارق چوہدری صاحب اور قاضی عبداللطیف صاحب کے نام پر ہے۔ Yes Dr. Sher Afgan on a point of order.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : میں نے اس طور پر کہا تھا کہ میں مسٹر نسیم احمد کے بارے میں ایوان کو مطلع کروں گا ان کے مذہب کے بارے میں پوچھا گیا تھا، وہ میں عرض کرتا ہوں کہ ان کا مذہب اسلام ہے اس کے علاوہ ان کا کچھ مذہب نہیں، جو اطلاع مجھے ملی ہے، دوسری میرے خیال میں صدر صاحب والی تحریک استحقاق تھی انفارمیشن کے ضمن میں ۔۔۔۔

جناب چیئرمین : وہ غالباً یہی ہے جو ابھی آ رہی ہے اس کا جواب آپ دیں گے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : جی ہاں مجھے اس کا جواب مل گیا ہے وہ میں دوں گا، اس کا جواب باقی تھا جاوید صاحب نے یہی کہا تھا کہ اس کو آپ pending فرما دیں تو اس کے بارے میں بعد میں جو صحیح صورت حال ہو گی بتائی جائے گی۔

جناب چیئرمین : یہ دو تحاریک استحقاق ہیں آپ جواب دیں گے یا وزیر اطلاعات دیں گے کیوں کہ وہ بھی آ گئے ہیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : وہ آ گئے ہیں تو وہ خود جواب دے دیں گے۔

قاضی عبداللطیف : جناب والا! نسیم احمد صاحب کے سلسلے میں جو ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ اس کا مذہب اسلام ہے ہمیں یہ سمجھ نہیں آتی کہ آیا وہ قادیانی ہے یا نہیں ہے۔

جناب چیئرمین : دیکھیں جی اس بحث میں تو اب ۔۔۔

قاضی عبداللطیف : نہیں جناب والا، یہ ہم پوچھیں گے، ضرور پوچھیں گے

جناب چیئرمین : نہیں وہ آپ ضرور پوچھیں لیکن انہوں نے ایک انفارمیشن دے دی اس کو آپ بحث میں لانا چاہتے ہیں۔

قاضی عبداللطیف : ایسی انفارمیشن ہوتی ہے کہ "اسلام" سے اسلام کا کیا معنی ہے کہ آیا وہ قادیانی ہے یا مسلمان ہے ہمیں یہ بتایا جائے یہی میں نے پوچھا تھا۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : اسلام ایک چیز ہے، میرے خیال میں قادیانی تو اس میں شمار ہی نہیں ہیں وہ آئینی طور پر "اقلیت" قرار دیے گئے ہیں۔

جناب چیئرمین : تو وہ قادیانی نہیں ہے، مسلمان ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : وہ مسلمان ہے جی۔

قاضی عبداللطیف : مرزا غلام احمد کو کافر کہتا ہے یا نہیں کہتا۔ میں یہ پوچھتا ہوں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : وہ مسلمان ہے۔

جناب چیئرمین : بس ٹھیک ہے جو وضاحت قاضی صاحب نے مانگی تھی وہ آگئی۔

قاضی عبداللطیف : جناب والا! یہ وضاحت نہیں ہے۔

جناب چیئرمین : اس کو کسی اور طریقے سے آپ لے آئیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : جناب والا! یہ چاہتے کیا ہیں۔

قاضی عبداللطیف : میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ مرزا غلام احمد کو ملعون کہتا ہے یا نہیں کہتا۔ جھوٹا کہتا ہے یا نہیں کہتا۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : یہ تو اس کا کام ہے، ہم بھی ملعون کہتے ہیں آپ بھی کہتے ہیں۔

قاضی عبداللطیف : وہ کیا کہتا ہے میں اس کا پوچھتا ہوں آپ کے متعلق تو میں نے نہیں پوچھا۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : وہ تو اس کا ذاتی معاملہ ہے ہم کیسے مداخلت کر سکتے ہیں کل ہی میں لیکچر ہو رہا تھا کہ اسلام نے سب سے زیادہ آزادی دی ہے کسی کے گھر میں نہیں جھانک سکتے قاضی صاحب آپ دین اسلام کو بہتر سمجھتے ہیں کہ انسانی آزادیاں دی گئی ہیں ان کی ذاتیات میں ہم کیسے گھس سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ ڈاکٹر صاحب نے جو کہہ دیا ہے صحیح ہے یا غلط، ان کی اطلاع کے مطابق یہ بات ہے۔

قاضی عبداللطیف: جناب والا! آپ سے میں یہ تشریح پوچھنا چاہتا ہوں آپ الحمدللہ بڑے ماہر قوانین ہیں سوال یہ ہے کہ یہاں ہمیں یہ کہا جاتا ہے کہ کسی کی ذات کے متعلق سوالات نہ کرو اور ہم نے دیکھا کہ جن ممالک کو ہم ترقی یافتہ کہتے ہیں مثلاً امریکہ میں واٹر گیٹ سکینڈل کی بنیاد پر صدر ختم ہو جاتا ہے کہ اس نے جھوٹ بولا تھا آج جاپان کا وزیر اعظم ختم ہو جاتا ہے آج بش ایک شخص کے متعلق کہتا ہے کہ میں اس کو افواج کا کمانڈر لگاتا ہوں لیکن اس پر الزام یہ ہے کہ وہ زیادہ شراب خور ہے اس لئے اسے نہیں لگایا جا سکتا اور اس کو کانگریس مسترد کر دیتی ہے تو میں نہیں سمجھتا کہ یہاں ہم سے کہا جاتا ہے کہ اس کی ذاتیات کے متعلق بات نہ کرو اگر اس کی ذاتیات اور اوصاف کے اندر موصوف ہوں گی تو ملک کی بھلائی کیسے ہو گی اور ملک سے ساری خرابیاں بتائیں کیسے ختم ہوں گی۔

جناب چیئرمین: شکریہ جی، اس پر مناسب موقع پر رولنگ دیں گے، جی اعوان صاحب

جناب احمد سعید اعوان: جناب چیئرمین! جو تحریک استحقاق پیش کی گئی تھی میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ صدر پاکستان کی حیثیت مسلمہ ہے۔۔۔۔

قاضی عبداللطیف: جناب والا! میں نے اپنی تحریک استحقاق نہیں پڑھی تھی، میں اس دن چھٹی پر تھا۔

جناب چیئرمین: پڑھ دیں تاکہ یادداشت تازہ ہو جائے۔

I) RE:DIRECTION OF THE GOVERNMENT FOR NOT RELEASING STATEMENT OF THE PRESIDENT WITHOUT PRIOR CLEARANCE.

قاضی عبداللطیف: میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ سینیٹ کی معمول کی کارروائی روک کر ایوان کو اس اہم حالیہ وقوعہ پر زیر بحث لا کر اظہار خیال کا موقع دیا جائے جس سے میرا اور اس ایوان کا حق مجروح ہوا ہے۔ روزنامہ مرکز راولپنڈی ۸/ اگست ۱۹۸۹، صدر مملکت کے بیانات بھی سنسر ہونا شروع ہو گئے۔ ۴ اگست کو صدارتی سیکرٹریٹ کی طرف سے جاری کیا جانے والا پریس ریلیز روک لیا گیا۔

جناب والا! صدر مملکت اس ایوان کی طرح حکومت کا حصّہ ہے۔ صدر برائے راست اِس ایوان کا منتخب کردہ ہے اِس ایوان کا چیئرمین صدر مملکت کی غیر موجودگی میں اس کا قائمقام ہوتا ہے اس لحاظ سے میرا اور اس ایوان کا حق مجروح ہوا ہے مہربانی کر کے اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے

جناب چیئرمین: شکریہ جی۔ اسی نوعیت کی طارق چوہدری صاحب کی تحریک تھی جس کو مؤخر کیا گیا تھا۔ جی اعوان صاحب۔

جناب احمد سعید اعوان: جناب چیئرمین اس دن اس کی admissibility پر بحث ہو گئی تھی۔۔۔

جناب چیئرمین: ابھی کچھ نہیں ہوا تھا میرے خیال میں یہ اس دن مؤخر کر دی گئی تھی آپ فرمائیں۔

جناب احمد سعید اعوان: جناب چیئرمین! میں نے اس کی باقاعدہ تحقیقات کی ہے اِس قسم کی کوئی انسٹرکشن نہیں دی گئیں۔ نہ کوئی ایسی بات موجود ہے نہ ہی حکومت نے کبھی یہ سوچا ہے کہ وہ صدر پاکستان کی کسی تقریر یا بیان کو روکے یہ کسی غلط فہمی کا شکار ہیں یا کسی نے غلط معلومات دی ہیں۔ کیونکہ ایک باقاعدہ مہم پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت اور وزیر اعظم صاحبہ کے خلاف چلائی جا رہی ہے۔

جناب چیئرمین: بھئی ہر چیز میں پیپلز پارٹی کو نہ لائیں ایک سیدھی بات ہے اس پر آپ نے کہا ہے کہ نہیں ہوا ہے تو اس میں سیاست کا کیا۔

جناب احمد سعید اعوان: کوئی directive ایسا جاری نہیں ہوا ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: That is enough تو اس میں یہ ہے کہ اس کے باوجود کہ جو آپ فرما رہے ہیں صحیح ہو گا کہ کوئی directive اس ضمن میں جاری نہیں کیا گیا ان کے مطابق واقعاتی جو بات ہے۔ وہ یہ ہے کہ صدر صاحب کا جو بیان ہے وہ اے پی پی نے creed نہیں کیا تھا تو مہربانی کر کے اس پر آپ تحقیقات کر لیں کہ کسی ہدایت کے جاری نہ ہونے کے باوجود ایسا کیوں ہوا؟ اب آپ اس کے سربراہ ہیں۔۔۔۔

جناب احمد سعید اعوان : جناب چیئرمین ! میں نے کل آتے ہی پہلا کام یہی کیا ہے۔ میں نے پورے ڈیپارٹمنٹ سے تحقیقات کی ہے ہر ایک سے پوچھا ہے اس قسم کی کوئی انسٹرکشن وہاں پر موجود نہیں ہیں اور نہ ہی کسی نے روکا ہے۔

جناب چیئرمین : شکریہ ، جی جناب فصیح اقبال صاحب۔

سید فصیح اقبال : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیئرمین ! میں اس سلسلے میں یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ مسئلہ میں نے کوئٹہ میں انفارمیشن کی سٹینڈنگ کمیٹی میں اٹھایا تھا جس میں سیکرٹری انفارمیشن اور منسٹر جاوید جبار صاحب موجود تھے چیئرمین پی۔ٹی۔وی بھی بیٹھے تھے اور کوئی ۱۵ سینیٹر صاحبان تھے جب میں نے یہ سوال اٹھایا تو انہوں نے کہا آفیشل ریکارڈ میں یہ صحیح ہے۔ کہ پریذیڈنٹ کی تقریر روکی گئی تھی چونکہ طریقہ یہ ہوتا ہے کہ مرکز میں جتنی مقتدر شخصیتیں ہوتی ہیں۔ اِن کے سلسلے میں clearance لینی پڑتی ہے کیونکہ اے پی پی کو clearance نہیں ملی تھی۔ اس لئے انہوں نے creed نہیں کیا بلکہ انہوں نے کہا کہ قاعدہ یہ ہوتا ہے پریذیڈنٹ کی کوئی بھی تقریر ہو وہ پی۔آئی۔ڈی کے ذریعے آتی ہے اگر پریذیڈینسی نے ایشو کیا تھا تو یہ خود ہے کہ انسٹرکشن ہماری گئی تھیں کہ clearance کا یہ طریقہ سب کے لئے ہوتا ہے پرائم منسٹر صاحبہ کی statement بھی اسی طرح ہوتی ہے اس پر میں نے اعتراض کیا تو کہنے لگے کہ میں اسلام آباد جا کر تحقیقات کرونگا کہ اے پی پی نے creed کیوں نہیں کی جب کہ یہ پریذیڈنٹ کی تقریر تھی اِن کی statement سے تو پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے تحقیق کی کوئی اطلاع نہیں دی جب کہ اے پی پی ایک سرکاری ادارہ ہے اور بغیر منسٹری کی clearance کے وہ خبریں نہیں دیتے۔ اس قسم کی خبریں۔

Mr. Chairman: So, I think, in view of the fact that the Minister has said that no instructions were issued, I hold these privilege motions out of order but I would request the Minister to investigate this as to why despite the fact that there were no instructions the news of this directive was not released or creeded by the APP. Thank you. Next privilege motion, Janab Syed Faseih Iqbal and Akhunzada Behrawar Saeed.

سید فصیح اقبال : اب میں اسے واپس لیتا ہوں اس لئے کہ جس مقصد کے لئے میں نے پیش کی تھی جاوید جبار صاحب ہی اس محکمے میں نہیں رہے تو بات ایڈوائزر

اور منسٹر کی تھی کہ اختیارات کس کے ہیں؟ ایڈوائزرز کے زیادہ ہیں یا منسٹر کے؟ اب چونکہ وہ خود چلے گئے ہیں میرے خیال سے اب یہ منسٹر زیادہ powerful ہونگے۔

جناب چیئرمین: بہرہ ور سعید صاحب آپ بھی اس کو پریس نہیں کرتے۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: جی نہیں۔

Mr. Chairman: So, it is dropped as not being pressed.

Next privilege motion No.20, Prof. Khurshid Ahmad and Mr. Muhammad Tariq Chaudhry, breach of privilege arising out of the statement of the Minister for Law and Justic regarding the Council of Common Interests.

پروفیسر خورشید احمد: لیکن ہمارے محترم وزیر تو موجود نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر شیر افگن صاحب! متعلقہ وزیر صاحب موجود نہیں ہیں تو اس صورت حال میں کیا کیا جائے۔ کیا آپ جواب دیں گے؟

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: وہ آ جائیں گے۔

جناب چیئرمین: آپ اس طرح کریں کہ in the mean time اِن کو بلالیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: اِن کو اطلاع ہے وہ آ جائیں گے یہ شروع کریں یہ پڑھ لیں۔

جناب چیئرمین: آپ پڑھ لیں فِدا ان کو message بھیج دیں کہ وہ آ جائیں وہ ادھر ہی ہونگے چلئے وزیر صاحب آ گئے ہیں۔

II). RE:STATEMENT OF THE LAW MINISTER REGARDING THE MMETTING OF THE COUNCIAL OF COMMON INTERESTS.

Prof. Khurshid Ahmed: I would like to move the following privilege motion:-

> "It has been reported in the Press today that the Minister for Law and Justice, Syed Iftikhar Hussain Gillani has said that the calling of the meeting of the Council of Common Interests would be disastrous. This statement is a challenge to the fundamental institution envisaged in the Constitution and is also an expression of distrust in the institution of the Parliament when meeting in joint session. It is all the more regrettable because

this statement has come after a resolution of the Senate which in its earlier session resolved unanimously that the Council of Common Interests should be called to session as early as possible. I, therefore, beg to move that this derogatory statement of the Minister for Law and Justice constitutes a violation of the privilege of the Senate and is a slur on the Constitution of Pakistan. I, therefore, beg to move that this House should consider the statement of the Minister for Law and Justice and the violation of the privilege involved, cause by it."

Mr. Chairman: Is it being opposed?

Syed Iftikhar Hussain Gilani: Opposed.

Mr. Chairman: It is being opposed. Please briefly on the admissibility as to how an expression of opinion about a matter which may be right or wrong constitutes breach of privilege.

پروفیسر خورشید احمد - جناب چیئرمین! سب سے پہلے میں اس بات کا اظہار کرنا چاہتا ہوں کہ یہ امر ہمارے لئے فی الحقیقت بہت ہی دلی تکلیف اور اذیت کا باعث ہے کہ اس معزز ایوان کے دوسرے رکن کے بارے میں privilege motion move کرنے کی نوبت آئے یہ صحیح ہے کہ دنیا کی پارلیمانی روایات میں ایسی بیشمار مثالیں موجود ہیں کہ مختلف ایوانوں میں ایک ایوان کے ارکان دوسرے ایوان کے ارکان اور دوسرے معزز افراد کے بارنے میں ایسی قرارداد یں زیر غور لائی گئی ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ میں ذاتی طور پر اپنے لئے اس بات کو بے حد تکلیف کا باعث پاتا ہوں کہ ہمیں اس نوعیت کی قرارداد لانا پڑ گئی لیکن شائد اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے معزز ارکان مختلف بیانات دیتے وقت اس ضروری احتیاط کو ملحوظ نہیں رکھ پا رہے ہیں جو پارلیمانی زندگی، جمہوری روایات اور اسلامی آداب کا حصہ ہیں حقیقت یہ ہے ہمارے محترم اور معزز رکن سید افتخار گیلانی کو مجھے ماضی میں ان سے ملاقات کا بہت شرف حاصل نہیں رہا لیکن پچھلے ۸ مہینے میں ان سے ایوان میں بھی اور ایوان سے باہر بھی میں ملا ہوں اور وہ ان چند لوگوں میں سے ہیں جن کی شرافت، اخلاق، نرم گوئی، ان تمام چیزوں سے ہم سب متاثر ہیں اور ان سے کم از کم، ہم یہ توقع ہرگز نہیں رکھتے کہ وہ اس قسم کے بیانات دیں گے جن کے بارے میں ان کے دوسرے محترم ساتھیوں کو یا اس ایوان کو اس کا نوٹس لینے کی ضرورت پیش آئے یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے یہ فی الحقیقت تکلیف دہ چیز ہے اور میں اسی دکھ کے ساتھ اس

[Prof. Khurshid Ahmed]

بات کو یہاں رکھ رہا ہوں۔ لیکن جناب والا! دوسری طرف ہم نے عہد لیا ہے اس دستور کی حفاظت کا اسے safeguard کرنے کا اور اس کے مطابق نظام مملکت کو چلائے جانے کا یہ اتنا بڑا عہد ہے اتنی بڑی ذمہ داری ہے جو ہمیں مجبور کرتی ہے کہ اس نوعیت کی کوئی بھی چیز ہو تو اس کا نوٹس لیا جائے اور یہ نوٹس ہم اصلاح احوال کے لئے لے رہے ہیں ہم leg pulling کے لیے نہیں لے رہے اس میں کوئی بات ذاتی نہیں کہونگا میں نے ان کے لئے حقیقی احترام کے جذبات کا اظہار کیا ہے جو بات میں نے کہی ہے دل سے کہی ہے میں نے محض وزن بیت کے لئے نہیں کہی۔

اب دیکھیں جناب والا! اس بیان میں کیا بات کہی گئی ہے یہ بات اور بھی پریشانی کا باعث ہے محترم وزیر پر ایک ذمہ داری اور بھی ہے اور وہ صوبائی رابطے کی ہے اس سے پہلے یہ وزارت موجود نہیں تھی لیکن حال ہی میں اس وزارت کو دوبارہ بحال کیا گیا ہے اس لئے کہ ماضی میں provincial Coordination کی وزارت موجود تھی اسے اب دوبارہ بحال کیا گیا ہے اور اس کی ذمہ داری بھی محترم وزیر صاحب پر ہی ہے اس پہلو سے ان کا کام زیادہ نازک اور ان کی ذمہ داری زیادہ گمبھیر ہو جاتی ہے۔

اب دیکھئے کہ انہوں نے کیا بات کہی ہے جناب والا! اور کیا الفاظ استعمال کئے گئے ہیں، یہ بات کہی گئی ہے کہ اگر مشترکہ مفادات کی کونسل کا اجلاس بلایا گیا تو صوبے گتھم گتھا ہو جائیں گے، ایک ایسا ہنگامہ برپا ہوگا کہ سب سیاست بھول جائیں گے، میں اس بات کو چھوڑتا ہوں کہ آیا کسی صوبے نے مشترکہ مفادات کی کونسل کا اجلاس بلانے کے لئے درخواست دی ہے یا نہیں، اس لیے کہ کم از کم دو وزرائے اعلیٰ اس بات کے مدعی ہیں کہ انھوں نے ایسی تحریری ڈیمانڈ بھیجی ہے اور اس ایوان میں میں نے بھی ان دونوں کو پڑھ کر سنایا تھا اور یہ اس ایوان کے ریکارڈ میں موجود ہے۔ اس ایوان نے بھی ایک ریزولیوشن پاس کیا ہے ہم جانتے ہیں اس کی حیثیت binding نہیں ہے، لیکن بہر حال اس کی حیثیت recommcu datory ہے۔ لیکن فرض کیجئے کہ اس کو نظر انداز بھی کر دیا جائے اس لئے کہ میری اصل بحث میں یہ چیز غیر متعلقہ ہے۔ اصل چیز یہ ہے کہ سرحد بجلی کی پیداوار میں اور بلوچستان گیس کی پیداوار میں royalty مانگتے ہیں ہم سی سی آئی کا اجلاس بلانے میں کبھی گریزاں نہیں رہے۔ مگر سی سی آئی کا اجلاس تو پنجاب کی معیشت کو تباہ کر دے گا۔ پنجاب کے لئے بجلی اور گیس بند ہو گئی تو یہ صوبہ از منہ وسطیٰ کے پتھروں کے دور میں چلا جائے گا۔ ایک صوبے کو بجلی کی تقسیم کا نظام سونپا

جاتا اگر جائز ہوگا تو پھر دوسرے صوبوں کو بجلی کی جنریشن کا نظام سونپنے سے کوئی نہیں روک سکے گا۔ سی سی آئی کا اجلاس تباہی مچا دے گا اور ہنگامہ ہو جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ پیپلز پروگرام سی سی آئی کے دائرہ سے باہر ہے۔ آئین کو مذاق نہ بنائیں، اگر معاملات پہلے طے کئے بغیر مشترکہ مفادات کی کونسل کا اجلاس ہوا تو ایسا Pandora's box کھلے گا کہ پھر معاملات بہت آگے بڑھ جائیں گے۔" آگے فرمایا ہے سی سی آئی کا اجلاس سو بار بلائیں مگر میں نے تو یہ کہا کہ Black Tunnel کی طرف نہ جائیں۔ اور موت کی گھنٹی نہ بجائیں۔ Death Knell نہ بجائیں میں نے نواز شریف کو اس کے سارے اثرات سے آگاہ کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ پانی کی تقسیم پر تین صوبے، سرحد، بلوچستان، سندھ، ایک طرف ہو جائیں گے۔ پھر پنجاب تنہا ہوگا۔ اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ سی سی آئی میں سارے Issues کو زیر بحث لایا جائے۔ ہمیں پتہ ہے کہ صوبوں کی نیتیں ٹھیک نہیں۔ اس لیے ہم کہتے ہیں کہ پہلے صوبائی رابطہ کمیٹی معاملات کو طے کرے گی آگے فرماتے ہیں کہ کل سندھ والے آکر بندرگاہ کا کنٹرول سنبھال لیں گے تو پھر پنجاب کہاں جائے گا۔ جناب والا! یہ جو کچھ کہا گیا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ تین پہلوؤں سے اس ایوان کے وقار کو مجروح کرتا ہے، سب سے پہلے یہ ہے کہ آیئے دستور کو دیکھیں کہ دستور نے ملک کے نظام کو چلانے کے لئے کیا طریقہ ہمیں بنایا ہے۔ کیا ضابطہ ہمیں بتایا ہے، کیا فریم ورک بنایا ہے، اس کے اغراض و مقاصد کیا ہیں۔ اس سلسلے میں جناب والا! آپکے سامنے آرٹیکل ۱۵۳، جس میں Council of Common Interests. کو ایک دستوری ادارے کے طور پر بنایا گیا ہے، جس میں چاروں چیف منسٹرز اور مرکز کے چار نمائندے ہیں، یہ کونسل responsible ہے پارلیمنٹ کو آرٹیکل ۱۵۳ کا کلاز (۴) کہتا ہے

"The Council shall be responsible to Majlis-e-Shoora (Parliament)."

آرٹیکل ۱۵۴ کونسل کے functions کی وضاحت کرتا ہے،

154(1) "The Council shall formulate and regulate policies in relation to matters in Part II of the Federal Legislative List and, in so far as it is in relation to the affairs of the Federation, the matter in entry 34(electricity) in the Concurrent Legislative List, and shall exercise supervision and control over related institutions."

معلوم ہوا ہے کہ دستور یہ envisage کر رہا ہے کہ یہ ایک مستقل ادارہ ہے۔

[Prof. Khurshid Ahmed]

اس ادارہ کا کام یہ بھی ہے کہ یہ پالیسی کو regulate formulate کرے گا چند متعین موضوعات کے بارے میں اور یہ بھی ہے کہ supervision and control, بھی کرے گا اور پالیسیوں کی formulation and negulation بھی کرے گا اور اس کے بعد پھر supervision and contral اس بات کو لازم کرتے ہیں کہ یہ ادارہ مستقلاً وجود میں رہے regularly کام کرتا رہے۔ اس کے اپنے قواعد کار ہوں۔ اور اس طرح دراصل صوبوں اور مرکز کے درمیان ایک ایسا مستقل نظام رہے جس میں چیزیں جہاں ان کے لئے باہم مشورے کی ضرورت ہے جو interact کر رہے ہیں ایک دوسرے کے اوپر، وہ برابر رہیں

Federal Legilative List Part-II thin دیکھیے کہ وہ لسٹ کیا ہے۔ وہ لسٹ کے طور پر دی ہوئی ہے جس میں سب سے پہلے ریلوے دوسری چیز ہے

Mineral oil and natural gas; liquids and substances declared by Federal Law to be dangerously inflamable."

تیسری چیز ہے کہ

3. Development of Industries, where development under Federal control is declared by Federal Law to be expedient in the public interest; institutions, establishments, bodies and corporations administered or managed by the Federal Government including WAPDA and PIDC; all undertakings, projects and schemes of such institutions, establishments, bodies and corporations, industries, projects and undertakings owned wholly or partially by the federation or by the corporations set up by the Federation or by a corporation set up by the Federation."

پھر اس کا نمبر ۸ بھی قابل غور

8. Matters incidental or ancillary to any matter enumerated in this part."

جناب والا! اگر آپ اس فہرست پر غور فرمائیں تو آپ یہ پائیں گے کہ ہمارے بجٹ کا تقریباً آدھا ہے ہمارے Development Programme کا تقریباً آدھا ہے انہی چیزوں سے متعلق ہے۔ جو انڈسٹریل کارپوریشنیں مرکز کے زیر اہتمام کام کر رہی ہیں ان کی تعداد ۲۰۰ کے قریب جاتی ہے معلوم ہوا ہے کہ Council of Common Interests ایک ایسا ادارہ ہے اور بڑا اہم دستوری ادارہ ہے کہ جس کے ذریعہ مستقل بنیادوں کے اوپر صوبوں

... مرکز میں مشاورت، پالیسیاں بنانا، اِن کو formulate کرنا ان اداروں کو regulate کرنا، ان کی نگرانی، ان کی performance, evaluation اور اور جہاں کہیں مسائل پیدا ہوتے ہیں، ان کو resolve کرنا ہے۔ یہ کوئی اکھاڑہ نہیں ہے، یہ کشتی کا کوئی میدان نہیں ہے، یہ ایسا دستوری ادارہ ہے کہ جو ایک مثبت کردار ادا کرنے کے لئے بنایا گیا ہے۔ لیکن یہ افسوس کی بات ہے کہ آج تک اِس ادارے کو مؤثر نہیں ہونے دیا گیا۔ اس کا مطالبہ بار بار ہو رہا ہے۔ صوبوں سے ہو رہا ہے۔ پارلیمنٹ سے ہو رہا ہے خود حکومت نے جب وہ ایک پولیٹیکل پارٹی تھی، یہ وعدہ کیا تھا کہ provincial atonomy provide کرے گی لیکن Provincial atonomy کو مکمل کرنے کے لیے دستور میں جو ضابطے بنائے اِن کا ہم احترام نہیں کر رہے ہیں بلکہ ہم اس کو کہتے ہیں کہ یہ Pandora's Box ہیں، یہ Black Tunnel ہے یہ Death Knell ہے اس کے نتیجے کے طور پر صوبے تباہ ہو جائیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ دستور کے ساتھ مذاق ہے دستوری اداروں کے اوپر حرف گیری ہے جو لازماً نہ صرف دستوری روایات کو تباہ کرنے کا ذریعہ بنے گی بلکہ میری نگاہ میں وہ خود پارلیمنٹ کے لئے اس کے وقار اور عزت پر بھی حرف لانے کا باعث ہو گی۔

جناب والا! میرے خیال جوش خطابت میں محترم میرے بھائی یہ بھی کہہ گئے کہ پھر سندھ پورٹ کا مطالبہ کر دے گا حالانکہ اِن کو پتہ ہو گا کہ جہاں تک پورٹس کا تعلق ہے اسی Federal Concurrent List میں ۱۹-۲۰-۲۱ directly or indirectly deal کر رہے ہیں یہ Federal Legislative list کا موضوع ہے یہ نہ پارٹ II کا موضوع ہے اور نہ Concurrent List کا موضوع ہے یہ بات کہ اگر صوبوں کے نمائندے ملیں تو وہ لازماً دست گریبان ہوں گے۔ ہاتھا پائی کریں گے یہ میرے خیال میں اِن کے بارے میں بڑا غلط تصور ہے۔ ہر جگہ ہم ملتے ہیں، افہام و تفہیم کرتے ہیں اپنے مشورے پیش کرتے ہیں۔ کوئی راستہ نکالتے ہیں۔ اور اگر راستہ نہ نکل پائے تو اس کے لئے اسی دستور میں حل موجود ہے کہ Council of Common Interests بارے میں یہ بات دستور میں lay down کر دی ہے کہ اس کے فیصلے اکثریت سے ہوں گے۔ اور اکثریت کے فیصلے سے اگر کسی کو اختلاف ہو تو پھر joint session of the Parliament بلایا جائے گا اور

[Prof. Khurshid Ahmed]

اس کا فیصلہ binding ہو گا آرٹیکل ۱۵۴ کی کلاز (۵) کے اندر بالکل clear ہے -

"If the Federal Government or a Provincial Government is dissatisifed with a decision of the Council, it may refer the matter to Majlis-i-Shoora in a joint sitting whose decision in this behalf shall be final".

جناب والا! اختلاف کو resolve کرنے کا راستہ بھی اس میں موجود ہے۔

اب دیکھئے کہ یہ کس طرح privilege کو مجروح کرتی ہے۔ میں اس سے پہلے یہ بات بار بار کہہ چکا ہوں اور اس کے اوپر بے شمار evidences موجود ہیں کہ privilage ایک فرد کا ہوتا ہے اور ایک ہاؤس کا ہوتا ہے۔ اور ہاؤس کے privilage کے اندر یہ دونوں چیزیں شامل نہیں یہ چیز بھی کہ اس کی عزت، اس کے وقار اس کی prestige پر حرف گیری کی جائے ایسی چیز کی جائے جس کے نتیجے کے طور پر وہ لوگوں کی نگاہوں میں گر جائے۔ اس کو ایک violation of privilege مانا گیا ہے۔

دوسری بات یہ کہ ایک دستوری ادارہ جسے دستور کے تحت کام کرنا چاہیے۔ پارلیمنٹ جسے اپنے فرائض ادا کرنے چاہئیں اگر کوئی راستہ ایسا اختیار کیا جاتا ہے جس کی بنا پر وہ ادارہ اپنا فرضِ منصبی ادا نہ کر سکے اس کا معنی صرف یہ نہیں ہے کہ آپ اراکین کو گرفتار کر لیں اور physically روک لیں۔ اگر کوئی اور راستہ بھی اختیار کیا جاتا ہے جس کے نتیجے کے طور پر ایک ایوان وجود میں نہ آ سکے اپنے فرائضِ منصبی ادا نہ کر سکے۔ تو یہ بھی دراصل اسکے privilege کا violation ہے۔ Joint Session کا ایک definite role ہے ہمارے دستور کے اندر Council of Common Interests کا ایک definite ہے ہمارے دستور کے اندر اتفاقی رول نہیں ہے periodic role نہیں ہے ایمرجنسی میں پیدا ہونے والا رول نہیں ہے۔ ایک regular, permanent continuing, unceasing رول ہے۔ اور اگر کوئی رخنے ڈالے جائیں، یا ان اداروں کے وجود میں آنے میں یا ان اداروں کی کارفرمائی کرنے میں تو یہ اس ایوان کو ان اداروں کو گویا کہ اپنے فرائضِ منصبی ادا کرنے سے روکنا اور جس طرح ایک فرد کو اسمبلی ہال میں آنے سے روکنا infringement of privilege ہے اسی طرح دوسرے ذرائع سے Joint Session and CCI کے وجود میں آنے سے یا اس

کے کام سرنے یا اس کے فرائض منصبی دستوری ادا کرنے کا مواقع فراہم نہ ہونے دینا اور اس کو deliberately روکنا کسی اتفاق سے نہیں، اس بیان سے صاف ظاہر ہے کہ یہ ایک deliberate فیصلہ ہے۔ وزیراعظم بھی چاہتی ہیں کہ ہو جائے لیکن پھر بھی انہیں روکا جا رہا ہے کہ نہیں ایسا نہ کرو۔ ایسا کیا تو آسمان گر جائے گا اور زمین پھٹ جائے گی۔

میری نگاہ میں جناب والا! یہ چیز privilege' کا violation ہے نمبر ایک، نمبر دو یہ جناب والا! کہ اس بیان میں جو بات کہی گئی ہے وہ اخلاقی حیثیت سے کہ جب سینٹ نے متفقہ طور پر ریزولیوشن پاس کیا جس میں موجودہ بیان دینے والے ہمارے بھائی بھی شامل ہیں اور الفاظ اسی لئے اس قرارداد کے تھوڑے بہت modify کئے گئے تھے۔ تاکہ اس کی حیثیت محض اکثریت کی resolution کی نہ ہو بلکہ سینٹ کا متفقہ علیہ resolution, ہو۔ سینیٹ نے ریزولیوشن پاس کیا اور اس میں مشترکہ مفادات کی کونسل کا اجلاس بلائے جانے کے بارے میں کہا گیا کہ اسے جلد از جلد بلایا جائے۔ اس کے بعد یہ بات کہنا کہ کونسل کے اجلاس کا بلایا جانا ایک پنڈورہ بکس کھول دے گا۔ اس ملک میں جمہوریت کے لئے death knell ثابت ہو گا۔ یہ دراصل میری نگاہ میں ایک رکن کی طرف سے اس فیصلے کے بعد اس قسم کا جو اعلان ہے یہ اس کی خلاف ورزی بھی ہے اور اخلاقی حیثیت سے یہ سینیٹ کے اس متفقہ علیہ ریزولیوشن کے پس منظر میں سینیٹ کے استحقاق کو مجروح کرنے کے مترادف ہے۔

نمبر تین جناب والا! یہ ہے کہ اس میں مشترکہ اجلاس کے بارے میں جو وحشتناک صورتحال پیش کی گئی ہے یہ پارلیمنٹ کے ایک ادارے کے اوپر ایک ایسی حرف گیری ہے جو اس کی کمپوزیشن کسی وقت بھی کچھ بھی ہو لیکن اس بات کا کہا جانا کہ مشترکہ اجلاس جو ہے یہ صحیح فیصلہ نہیں کر سکتا اور اس کے نتیجے کے طور پر ملک کسی تباہی کا شکار ہو جائے گا یہ میرا خیال ہے کہ کھلی کھلی پارلیمنٹ کی بے حرمتی ہے مشترکہ اجلاس کی بے حرمتی ہے Joint Session نام ہے پارلیمنٹ کے highest organ کا، پارلیمنٹ consist کرتی ہے دو ایوانوں پر، ہر ایوان الگ الگ ملتا ہے لیکن joint session of the parliaent جو ہے وہ چیز سب سے بالاتر ہے اس لئے کہ اگر سینیٹ اور قومی اسمبلی کے درمیان کسی مسئلے پر قانون سازی پر اختلاف رائے ہو جائے تو پھر وہ معاملہ مشترکہ اجلاس میں جاتا ہے۔ اور پھر مشترکہ اجلاس جو simple majority

[Prof. Khurshid Ahmed]

سے بات طے کر دے وہ گویا کہ ملک کا قانون بنتی ہے۔ اسی طریقے سے مشترکہ اجلاس کو آرٹیکل 154 کے تحت یہ اختیار دیا گیا ہے کہ Councial of Common Interests کے متعلقہ معاملات کے بارے میں جو بھی فیصلہ وہ دے گا وہ آخری فیصلہ ہوگا وہ فیصلہ binding ہوگا حکومت کے لئے بھی فیڈریشن کے لئے بھی اور provinces کے لئے بھی۔ تو اس ادارے کو جسے دستور نے اس فریم ورک میں بھی ہم سے بالا ادارہ قرار دیا اس کی تضحیک کرنا۔ اُس کا تمسخر اُڑانا، اس کے بارے میں رائے عامہ کو متاثر کرنا، اور یہ کہنا کہ اگر اس ادارے کا اجلاس بلا لیا گیا تو تباہی مچ جائے گی اور اس کا فیصلہ ہو جائے گا اور ملک کی وحدت کے لئے خطرہ پیدا ہو جائے گا۔

میں سمجھتا ہوں کہ ان تین وجوہ سے یہ بیان privilege کے خلاف ہے propriely کے خلاف تو سیاسی و اخلاقی اعتبار سے ہے ہی لیکن دستوری اور قانونی اعتبار سے بھی اور پارلیمانی آداب و روایات کے اعتبار سے بھی یہ بیان بڑا ہی تکلیف دہ اور صریح violation of the privilege ہے اس ایوان کا اور joint session کا جس کا یہ حصہ ہے۔ اور اسی بنا پر جناب والا میں یہ درخواست کرتا ہوں کہ اس پر آپ غور فرمائیں اور یہ دیکھیں کہ اگر فی الحقیقت میری گزارشات درست ہیں تو پھر اس سلسلے میں ہم کوئی نہ کوئی ایسے اقدام کریں تاکہ اس ایوان، مشترکہ اجلاس اور دوسرے دستور ساز اداروں کی عزت سے کھیلنے کا کام ختم کیا جائے، ہم سب کوشش کریں کہ دستور کے تحت اس نظام کو چلائیں اور دستور نے جو mechanism provide کی ہیں ان مسائل کو حل کرنے کے ہم ان کو اُن فریم ورک میں حل کریں۔

جناب والا! آخری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں، مجھے Provincial Coordinating Council سے کوئی اختلاف نہیں ہے یہ اس سے پہلے بھی رہا ہے ایک ادارہ، اور اب بھی اس کو ہونا چاہیئے اور یہ مفید خدمت بھی سر انجام دے سکتا ہے اور خود اس ادارے کو جو وزیر انچارج ہوں وہ وزیر بھی بڑی مفید خدمت بھی انجام دے سکتے ہیں لیکن جناب والا! مشترکہ مفادات کی کونسل کا substitute نہیں اس کی دستوری حیثیت نہیں اس کی ایک recommendatory حیثیت ہے وہ اس کے لئے ایک stepping stone کا کام کرتا ہے اس کے لئے ایک مفید اور معاون ایک preliminary چیز کا کام کر سکتا ہے لیکن وہ مشترکہ مفادات کی کونسل کا substitute نہیں ہے اصل ادارہ مشترکہ مفادات کی کونسل ہی ہے۔ اور ہمارا مرض یہ ہے کہ ہم نے دستور بنا لیا ہے لیکن ہم دستور کے مطابق کام نہیں کر رہے ہم

دستور سے متوحش ہیں اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جو provincial autonomy اس دستور نے دی ہے کسی نہ کسی طرح اس کو کم کردیں ڈنڈی مار دیں اس سے لوگوں کو محروم رکھیں اور خرابیاں اسی سے پیدا ہو رہی ہیں اگر ہم کھل کر ان اداروں کو کام کرنے کا موقع دیں سب صوبوں کے سربراہ ملیں اپنے اختلافات کا اظہار کریں اور راستہ نکالیں تو میں سمجھتا ہوں اسطرح دستور کے تحت کام کرکے ہم اس ملک کی خدمت کر سکیں گے موجودہ حکومت کو یہ رویہ اختیار کرنا چاہیئے کہ بجائے اس کے کہ من مانی کرے اور دستور اور اُس کے اداروں کو نظر انداز کرے وہ دستور کے تحت جو ادارے ہیں انہیں متحرک کرے اور افہام و تفہیم کے ذریعے سے دلائل کے ذریعے سے ایک دوسرے کو convince کر کے راستہ نکالے اور جہاں کہیں اختلافِ رائے ہو وہاں اکثریت کا فیصلہ مانے ، اور اکثریت کا فیصلہ اگر کسی کو نا قابل قبول ہو مشترکہ مفادات کی کونسل میں، تو اس کے لئے جوائنٹ سیشن کا راستہ موجود ہے اس میں bad motives impute نہ کریں یہ نہ کہیں کہ دوسروں کی نیت خراب ہے اور ہماری نیت صحیح ہے یہ بڑا ہی غلط رویہ ہے ہم سمجھتے ہیں کہ آپ کی نیت بھی ٹھیک ہوگی آپ کو بھی سمجھنا چاہیے کہ دوسروں کی نیت بھی اچھی ہے اور بد اعتمادی اور بد نیتی کی باتیں کرنے کی بجائے concrete facts اصل issues کور کرکے merits کی بنیاد کے اوپر راستہ نکالیئے اور اسی میں ہماری اور آپکی فلاح ہے اور اسی میں اس ملک میں دستوریت اور جمہوریت کا مستقبل ہے ورنہ ہم سب ذمہ دار ہوں گے اُن خرابیوں کے جنکی طرف یہ ملک جارہا ہے ۔ شکریہ!

Mr. Chairman: Thank you.

Yes, Mr. Law Minister, please.

Syed Iftikhar Hussain Gillani.: Thank you Mr. Chairman. I am very grateful for the kind words used by the honourable Member and I assure him, Sir, that respect is mutual. I have always had enormous consideration and graciousness from the honourable Member and, in fact, all the Members of the Senate. Sir, I am constrained to speak in English because I had made this statement in English and I beg you to take note of the words that I had used.

I had started, Sir, that in this present acrimonious environment, my entire statement was qualified with this

[Prof. Khurshid Ahmed]

expression — that in this present acrimonious environment if the meeting of Council of Common Interests, before some mutual discussion and accommodation, is called then and as you Sir, observed, it is still my personal opinion and I pray, Sir, I sincerely pray that I am proven wrong. I want to be on record to say this, Sir, that I will be a very happy man, I will indeed be a very happy citizen of this country and Member of this honourable House, if my fears are proven wrong. What I had said was that what personally I feel that in this charged and acrimonious environment today when all the parties concerned-and I am not saying that we are better than anyone, I include myself that everyone of us unfortunately today are wearing coloured glasses. I am not absolving myself. We all are, unfortunately. Sir, the calling of joint session I need not encumber you, it has already been read, what are the matters which can be discussed in CCI. Now, meeting of CCI is not called in vacuum Sir, and I have also been begging again in individual capacity that none of the matters which come within the scope of the Council of Common Interests till this day, Sir, even through the press nobody has alleged that we have a disagreement over a policy or regulation of policies regarding any of the matters as enumerated in Federal Legislative List Part II and electricity. None Sir, without fear of contradiction I say no component party of the Council of Common Interests which for the information of this august House I may mention has already been formed probably in March of this year. No province of Pakistan neither the Federation nor the Government of Azad Jammu and Kashmir because the Prime Minister of Azad Jammu and Kashmir is also a member by virtue of his office of the Council of Common Interests, has raised or pointed out any issue to the Federal Government till this moment Sir, raising a point which comes within the scope of Council of Common Interests. Therefore, it is not being considered by the Federal Government and Sir, we feel that the policies and the regulations concerning the matters as enumerated in Part II of the Federal Legislative List are correct. If any party Sir, feels that they need to be reviewed, they need to be looked into they can certainly Sir, any time ask for it.

As for the morality of my statement Sir, again the honourable Member probably has his perception, he has a right to have his perception Sir, but I with all humility say this in this august House that I never intended and never will intend to say anything which brings the decisions

of this House in any manner to be disrespected. I can't use even harsher word on that. That was my personal opinion. Unfortunately and Sir, as the honourable Member has mentioned as a Member of this august House it has been my endeavour, and still will be to go around and bring about a consensus in all these matters where the Provincial Governments or the Federal Government feels that there are some variance in perceptions. I don't even call it confrontation Sir, I have always been very careful, in all my press statements and I will beg of the honourable Member that this statement — yes, he had every right to take notice of it but I would very respectfully beg of him to take notice of those statements also when I have consistently been saying that there is no confrontation between the Federation or any province, there is a variance of perception and that in a democratic dispensation Mr. Chairman Sir, nobody knows better than you, is a vital part of it, there are always variance of perceptions but those variance of perceptions can be sorted out by mutual discussion and understanding.

In that very statement which has been referred to Sir, I said we have no objection in calling for meeting of Council of Common Interests but these are my fears, my individual fears. This is not a fear of a government Sir, this is not the fear of the Prime Minister of the Government of Pakistan today, these are my personal fears and I repeatedly said that in that statement and as I said Sir, I qualified it again and again in this acrimonious environment today"; this is what I fear, Sir. Therefore, I feel and I hope that my statement would satisfy the honourable Member that I never meant and never could mean any disrespect to this august House, not even an individual Member of this august House. Thank you, Sir.

Mr. Chairman: Mr. Law Minister just one or two points. Article 154 says that:

"The Council shall formulate .....

This is a mandatory provision,

.... and regulate policies in relation to matters in Part II of the Federal Legislative List ...."

Are the policies in existence today in respect of matters

[Syed Iftikhar Hussain Jilani]

in Part II, laid down by the Council? Has the Council ever formulated policies?

Syed Iftikhar Hussain Gilani: They had Sir, when earlier it used to meet I didn't want to go into that.

Mr. Chairman: No, I just want to know because it appears to me that the Council is the policy making organ for these matters. No.2, the Council shall exercise supervision and control over related institutions. Now, how will the Council exercise supervision and control if it is not called into session?

Syed Iftikhar Hussain Gilani: That is what my submission is that whenever there is a feeling by anyone......

(Interruption)

Mr. Chairman: No, supposing there is no feeling, you want to supervise, you see the Cabinet, for example, supervises and lays down policy, nobody is to call for it, it has to meet to lay down policy to supervise. So, how does it supervise if you don't even call into session.

Syed Iftikhar Hussain Gilani: Unfortunately Sir, it has never been practiced. I didn't want to go into that.

Mr. Chairman: That I am conscious of, the reason for that was that perhaps situation which you described as existing today did not arise earlier.

Syed Iftikhar Hussain Gilani: That is what we are trying Sir, that precisely I very sincerely Sir, make the statement that that is our endeavour, my personal endeavour as the honourable Member has mentioned is and as Incharge of the Provincial Coordination Committee also is to bring about and Sir, let me beg of this House and the honourable Member that I need the support of every individual Member of this House and every citizen of this country and I feel and I am quite confident that after my discussion with the Chief Minister of Punjab and with the Chief Minister of Baluchistan I feel that we certainly will make a headway in removing lots of frictions and I said these variance of perceptions will be there.

So, on that score also Sir, I think that if we highlight these kinds of statements in these august Houses, it will not help us Sir. I would beg them that we should try to underplay at times statements are made in individual capacities but if there is any friction caused by that I think it will be better in the interest of the country and in the interest of the Federation and in the interest of the constitutional dispensation that we ignore them at times. It may be Sir, because there is unfortunately, very unfortunate recent incidents I don't want to mention even what happened into two/three days back but Sir, I want to make the statement again and again, we are sincerely trying to bring about reconciliation working relationship there and Insha Allah I am confident Sir, we will succeed. There is a will, there is a will from the other side also. I must say that in those statements Sir, it is also on record, I said there is a will, there is a strong will from every party involved. They also have a will to sort out this problem. That is also on record Sir, I have been making those statements also after meeting with the honourable Chief Ministers of Punjab and Baluchistan. Thank you, Sir.

Mr. Chairman: Thank you.

Lt.Gen.(Retd) Saeed Qadir: Mr. Chairman, would you allow me to say something on it?

Mr. Chairman: No, I don't think I will allow anybody else because the rules do not permit and unless I need some clarification. I don't think I need any clarification on this. So, Prof. Khurshid Sahib very briefly.

<u>پروفیسر خورشید احمد</u>: جناب چیئرمین! آپ اس امر سے واقف ہیں اور میرا چار سالہ سینٹ کا ریکارڈ اس کا گواہ ہے کہ میں نے کبھی بھی جلتی پر تیل ڈالنے کا کام نہیں کیا۔ بلکہ میری کوشش یہی ہوتی ہے کہ ہم سب ان حدود میں رہیں جو اس ملک کے لئے بہتر ہیں اور جس طرح میرے عزیز بھائی نے یہ بات کہی کہ ہمیں ان بیانات کو بہت زیادہ ہائی لائٹ نہیں کرنا چاہیئے وہاں میں بھی ادب سے یہ بات کہوں گا کہ ہمیں ایسے بیانات نہیں دینے چاہئیں اس لئے کہ جب آپ اس قسم کی چیز کرتے ہیں تو پھر بدقسمتی سے وہ اس سے آگے بڑھتی ہے اگر آپ ایسا [illegible] بڑھے گی لیکن دوسری بنیادی بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ دستور

[Syed Iftikhar Hussain Jilani]

کے فریم ورک کا اگر آپ مطالعہ کریں تو آپ یہ دیکھیں گے کہ دستور نے implementation کا جو نظام بنایا ہے اس میں کیبنٹ ہے اس میں کیبنٹ کی کمیٹیز ہیں اس میں نیشنل اکنامک کونسل ہے اس میں کونسل آف کامن انٹرسٹس ہے اس میں فنانس کمیشن ہے اور میری ناچیز رائے یہ ہے۔ اس پر آپ غور فرمائیں ایک جوڈیشل ایکسپرٹ کی حیثیت سے اور میں خود وزیر عدل کو بھی دعوت دونگا کہ اس پر غور فرمائیں یعنی میری نگاہ میں ملک کی پلاننگ، اکنامک پالیسی میکنگ جو ہے وہ تمام معاملات جو فیڈرل لیجسلیٹو لسٹ پارٹ II سے متعلق ہیں ان کو initiate ہونا چاہیئے decide ہونا چاہیئے کونسل آف کامن انٹرسٹس کے اندر۔ اس کے بعد اگر ضرورت ہو صرف dove-tail کرنے کے لئے تو وہ National Economics Council میں جائیں گے ورنہ Council of Common Interests ان تمام معاملات کے لیے وہ بنیادی ادارہ ہے جو formulate کریگی پالیسی initiate کرے گی regulate policy کرے گی۔ modify کریگی supervise کریگی review کرے گی۔ یہ سارے کا سارا کام دستور نے اس ادارے کو دیا ہے جس طریقے سے کیبنٹ اپنے بہت سے کام چھوڑ دیتی ہے۔ کیبنٹ کی Economic Committee ان کاموں کو کرتی ہے اسی طرح دستور نے دراصل ا ے ے بنائی ہے تاکہ ان تمام معاملات سے جن کے بارے میں، میں نے عرض کیا ہے آپ کے وہ وہ بجٹ اور آپ کے وہ development plan کے تقریباً ۵۴ فیصد سے وہ ڈیل کرتے ہیں تو یہ ادارہ اپنے واسطے بنایا نہیں۔ اگر ماضی والوں نے نہیں بنایا تو انہوں نے بھی غلطی کی ہے لیکن آج آپ اس غلطی کو rectify کیجئے اس ادارے کو activate کیجئے اور پھر آپ یہ دیکھیں گے کہ آرٹیکل ۱۵۳، ۱۵۴ میں مشترکہ مفادات کی کونسل کا ذکر ہے۔ اس کے بعد آرٹیکل ۱۵۵ میں بجلی کا مسئلہ ہے اور اس معاملے میں میرے علم کی حد تک صوبوں نے اس پر اپنے اضطراب کا اظہار بھی کیا ہے اور جس چیز کو دستور نے clearly lay-down کر دیا ہے کہ صوبے کس کس معاملے میں کیا کیا چیز کر سکتے ہیں مرکز کیا کیا کر سکتا ہے آپس میں distribution میں کیا چیزیں ہو سکتی ہیں generate کون کرے distribute کون کرے۔ ٹیکس کون کرے۔ ان اداروں کو اگر آپ وجود میں نہیں لائیں گے تو وہ کام نہیں کریں گے اس کے بعد نیشنل اکنامک کونسل جو ہے وہ آرٹیکل ۱۵۶ میں آتی

ہے دوسرے الفاظ میں دستور یہ چاہتا ہے سی سی آئی وجود میں ہو، وہ اپنا کام کرے اور پھر این ای سی وجود میں آئے اور وہ اپنا کام کرے یہ دراصل بڑا اہم پہلو ہے اور اس کا وجود میں نہ لانا اور اس کے بارے میں اس قسم کے خدشات کا اظہار کرنا باوجود اس acrimonious background کے جسے پیدا کرنے میں سبھی کا دخل ہے تو میں چاہوں گا کہ آپ اس پہلو کو بھی اپنے سامنے رکھیں باقی جیسا کہ میں نے آپ سے پہلے عرض کیا تھا میرا مقصد اصلاح احوال ہے اور کچھ نہیں، شکریہ!

Mr. Chairman: You want this matter to be dealt with according to the rules normally.

جناب پروفیسر خورشید احمد: جی بالکل۔

Mr. Chairman: Senator Professor Khurshid Ahmad seeks to raise a question of breach of privilege on the alleged statement of the honourable Minister for Law and Justice, Syed Iftikhar Hussain Gilani which was published in the daily 'Jang' dated 3rd of September 1989, according to which he said that calling of the meeting of the Council of Common Interests could be disastrous. The contention of the mover is that the statement is a challenge to the fundamental institutions envisaged in the Constitution and is also an expression of contempt for the institutions of Parliament. The mover further says that it is also more regrettable because this statement has come after a resolution in the Senate which resolved unanimously that the Council of Common Interests should be called to session as early as possible. The mover has also contended that this constitutes a grave violation of the privilege of the Senate and is a slur on the Constitution of Pakistan.

The honourable Senator, Prof. Khurshid Ahmad in support of his contentions has relied on Article 154 of the Constitution which reads as follows:-

> "The Council shall formulate and regulate policies in relation to matters in Part II of the Federal Legislative List and, in so far as it is in relation to the affairs of the Federation, the matter in entry 34(electricity) in the Concurrent Legislative List, and shall exercise supervision and control over related institutions."

[Prof. Khurshid Ahmed]

The mover submits that in accordance with Article 154, the Council is a body which is permanently envisaged under the Constitution. Its role is to regulate policies in relation to matters in Part II of the Legislative List. The Council has also been given the power to exercise supervision and control over related institutions as enumerated in Part II of the Federal Legislative List. The mover has further submitted that any person aggrieved by the decision of the Council, can refer the matter to a joint session of Parlaiement and the decision taken in the joint session of Parliament has been declared final under the Constitution.

The mover has also submitted that there are institutions which are created by the Constitution namely the Council of Common Interests the National Finance Commission and the National Economic Council whose function is to settle disputes between the provinces and the Federation and if a resort is had to these institutions then many of the conflicts which arise normally between the Federation and the provinces could be settled and disposed of.

The honourable Minister for Law and Justice has opposed the privilege motion. He has said that he has in no way made any statement affecting the competence, ability or the dignity of Parliament. He had prefaced his statement by saying that in the present acrimonious environment if a meeting of the Council of Common Interests is called, then it may lead to certain results which are enumerated in his statement. He has also said that this is his personal opinion and he hopes that his opinion may be proved incorrect but this is his evaluation of the circumstances as they are existing in the country today. I have considered the contentions of the mover Professor Khurshid Ahmed and the honourable Minister for Law and Justice, in my opinion the status of the Council has been very clearly laid down in Article 154 of the Constitution and I agree with the mover that this is a permanent institution whose role is to formulate and regulate policies in relation to matters in Part II of the Federal Legislative List and also to exercise supervision and control over related institutions. The Article further states that 'the decisions of the Council shall be expressed in terms of the opinion of the majority.' Any person aggrieved by the decision of the Council can take the matter to the joint sitting of Parliament whose decision has been declared as

final under Article 154, clause (5) of the Constitution.

The Council itself is established under Article 153 of the Constitution and comprises the Chief Ministers of the provinces and equal number of members of the Federal Government to be nominated by the Prime Minister from time to time. This Article further stipulates that if the Prime Minister himself/herself is a member of the Council she/he will be the Chairman of the Council but if at any time he/she is not a member, the President may nominate a Federal Minister who is a member of the Council to be its Chairman.

However, the main point which requires consideration is whether the statement of the Minister could amount to a breach of the privilege of Parliament. Since the Minister has expressed a personal opinion and has not attacked the dignity or competence or the ability of Parliament, I feel that the statement *per se* cannot amount to a breach of the privilege of Parliament. However, one may disagree with the views of the Minister, the statement *per se* would not amount to a breach of the privilege of Parliament. A Minister just like any other citizen has a right to express his views on various matters confronting the country and one may differ with the statement but that by itself cannot make the basis for a motion alleging breach of privilege of this House. I am also conscious of the argument presented by the honourable mover that this amounts to contempt of the joint session of Parliament. Although my views are to the contrary, nevertheless, this is not a matter within my competence, the joint session of Parliament have its own machinery to deal with motions for breach of privilege of the joint session. Such motions have to be moved before the joint session and not before the Senate of Pakistan. In these circumstances I rule this motion out of order. Thank you.

ADJOURNMENT MOTIONS

جناب چیئرمین : پروفیسر خورشید احمد صاحب ، یہ تحریک التواء بھی آپ ہی کی ہے یہ مختصر ہے ، آپ پڑھ لیں تاکہ یاد دہانی ہو جائے

1) RE: DIRECTIVE TO CORPORATIONS TO PURCHASE A BOOK BENAZIR — THE WAY OUR

پروفیسر خورشید احمد : میں پڑھ دیتا ہوں ایک اخباری اطلاع کے مطابق وزیر صنعت نے پیپلز پارٹی کی Chairperson کی ڈیڑھ سال پرانی کتاب

[Mr. Chairman]

"Benazir Bhutto. The Way Out" خریدنے کیلئے سرکاری کارپوریشنوں کو ہدایت کی ہے اس بات کے علی الرغم کہ سرکاری خزانہ خالی پڑا ہے جسکی دہائی دن رات دی جاتی ہے ڈیڑھ لاکھ روپے سے زائد رقم سرکاری خزانے سے اس کتاب کی خرید پرصرف ہوگی وزارت صنعت کے علاوہ دوسرے محکموں کو بھی اس کی خریداری کے لئے کہا گیا ہے اس لئے میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ اس اہم اور فوری مسئلے پر سینیٹ کی معمول کی کارروائی روک کر فوری طور پر بحث کی جائے۔

Mr. Chairman: Is it being opposed?

Mr. Ahmad Saeed Awan: Opposed.

Mr. Chairman: It is being opposed.

<u>پروفیسر خورشید احمد</u>: جناب والا! پہلی بات یہ ہے کہ کیا یہ امر واقعہ ہے کہ ایسی ہدایات جاری کی گئی ہیں یا نہیں۔ میں نے اس سلسلے میں اخبار کی اطلاعات کے اوپر انحصار کیا تھا اور اس کے منسٹر فار کامرس کے خط کی فوٹو کاپی بھی شائع ہوئی ہے۔ یعنی آفس آف دی منسٹر آف کامرس سے جاری ہوا ہے جس میں پی ایس ٹو دی منسٹر مسٹر آر بی بھلیٹو نے دستخط کئے ہیں اور اس میں لکھا گیا ہے۔

"It has been decided to purchase a book entitled 'Benazir Bhutto , "The Way Out" by the following corporations/ bureaus:-

— Trading Corporation of Pakistan......	100
— Export Promotion Bureau ...	200
— Rice Export Corporation of Pakistan ...	100
— Cotton Export Corporation of Pakistan.....	100
— State Life Insurance ..	100
— National Insurance Corporation	100
— Ghee Corporation of Pakistan..	100
— Utility Stores Corporation...	100

This has the approval of Minister for Commerce, Industries, Local Government and Rural Development."

اس خط کی ٹیکسٹ ہے جو مارچ میں جاری کیا گیا ہے اور یہ کتاب بھی میرے پاس ہے یہ کتاب ایک پرائیویٹ پبلشر نے جن کا نام محمود شام دیا گیا ہے جو مشہور جرنلسٹ بھی ہیں اور شاید ایڈوائزر بھی ہیں اس کو شائع کیا ہے۔ یہ مختلف statements پولیٹیکل بیانات اور انٹرویوز پر مشتمل ہے جس میں کوئی چیز پاکستان کی اکانومی، پاکستان کی ایکسپورٹ، گھی کارپوریشن انڈسٹری، رائس کارپوریشن کی کسی چیز کے بارے میں نہیں ہے خالص سیاسی statements ہیں جو اس زمانے کے ہیں جن میں تلخی اور سیاسی چوٹیں بھری پڑی ہیں میرے علم میں یہ بات نہیں ہے کہ پاکستان کی تاریخ میں آج تک کبھی بھی ایسا ہوا ہو یا ہوا ہے کہ Head of the State یا Head of the Government کی تقاریر جو ہیں ان کو پھیلایا گیا ہے یہ بھی میرے علم میں ہے کہ اگر کوئی بہت ہی علمی کتاب ہے جیسے جسٹس شمیم کی کتاب آئی تھی تو اس کو لائبریریوں کے لئے لیا گیا تھا میرے علم میں یہ بات بھی ہے کہ وزارت مذہبی امور نے کچھ دعوتی کتابیں دنیا بھر میں پھیلائی ہیں اور اس میں وزیر صاحب ایک ایسی کتاب بھی جو morally objectionable تھی اور جس میں سینیٹ نے اعتراض بھی کیا تھا بھیجی گئیں لیکن یہ بات میرے علم میں نہیں ہے کہ ایک ایسی سیاسی کتاب جس کا کوئی تعلق اس ملک کے مسائل صنعت "پروموشن آف کامرس" انشورنس وغیرہ ان چیزوں سے نہ ہو اس کتاب کو حکومت کے احکامات کے ذریعے ان پبلک کارپوریشنوں نے اس طریقے سے خریدا ہو اور ان کو مجبور کیا گیا ہو کہ وہ ان کو خریدیں۔

اس پر پہلا اعتراض جناب والا! یہ ہے کہ سرکاری خزانے کا سیاسی مقاصد کے لئے غلط استعمال ہوا ہے۔ اس پر دوسرا اعتراض یہ ہے کہ یہ تمام کارپوریشنز autonomies corporations ہیں یہ ملک کے دستور اور قانون کے تحت وجود میں آئی ہیں اور اس قانون کے تحت ان کے متعین functions ہیں اور ان کے functions میں اپنے مخصوص دائرے میں کچھ چیزوں کی پیداوار یا کچھ چیزوں کو خرید کر دنیا میں ایکسپورٹ کرنا انشورنس کے سلسلے میں Insurance Corporation کے متعین مقاصد ہیں گھی کارپوریشن کے گھی کے سلسلے میں

[Prof. Khurshid Ahmed]

متعین مقاصد ہیں ان میں کہیں یہ بات نہیں آتی یہ کارپوریشنز کسی فرد یا کسی سیاسی پارٹی یا حکومت کے سربراہ کی کتابوں کو خریدیں اور اُن کو پھیلائیں یہ نہ اُن کی public relationing کا کام ہے نہ ان کے فرائض منصبی میں شامل ہے اور نہ جس چیز کی پیداوار ان کی ذمہ داری ہے اس میں یہ آتا ہے۔ جناب والا! آپ کو یہ بھی معلوم ہے ان میں بہت سی کارپوریشنز خسارے میں جا رہی ہیں اور ان کے بارے میں مسلسل یہ بات ایوان میں آ رہی ہے نیشنل اسمبلی میں آئی ہے اہل قلم لکھ رہے ہیں کہ ان اداروں کو efficient بنانے کا انتظام کیا جائے ان میں جو wastage ہے اس کو روکا جائے لیکن یہاں پر ان کو سیاسی مقاصد کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے ان کارپوریشن کے جو فرائض منصبی ہیں ان سے ہٹ کر کے ایک سیاسی کتاب پروموٹ کرنے کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے وہ ادارے جو خود خسارے میں جا رہے ہیں ان کے وسائل کو غلط استعمال کیا جا رہا ہے اور یہ کتاب چونکہ privately طبع ہوئی ہے اور مجھے پتہ نہیں ہے اس میں مصنفہ کی رائلٹی ہے یا نہیں؟ اور اگر رائلٹی ہے تو یہ اس میں morally impropriating بھی شامل ہو جاتی ہے اس لئے کہ ایک ایسا شخص جو وزارتِ عظمٰی کی ذمہ داری کو سنبھالے ہوئے ہو اسے کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہئیے۔ چھوٹا یا بڑا جس سے اس کا کوئی مالی فائدہ حکومت کی مشینری کے ذریعے اس کو پہنچتا ہو۔

جناب والا! اِن تمام پہلوؤں سے یہ ایک قومی مسئلہ ہے ایک فوری اہمیت کا مسئلہ ہے ایک ایسا اقدام ہے جسے مرکزی حکومت نے کیا ہے اور جس کی اصلاح مرکزی حکومت کے دائرہ اختیار کے اندر ہے یہ معاملہ پالیسی کا نہیں Legislation کا نہیں ہے اور خوش نصیبی ہے کہ subjudice بھی نہیں اس لئے جناب والا! جتنی بھی شرائط کسی ایڈجرنمنٹ موشن کے admisible ہونے کے لئے ہیں وہ تمام اس پر پوری آتی ہیں اور میں یہ بات صاف کہتا ہوں کہ اگر سرکاری وسائل کو اس طرح استعمال کیا جائے گا تو پھر یہ مسئلہ بے نظیر کی کتاب Benazir Bhutto The Way Out کا نہیں رہے گا بلکہ شاید اس کے معنی یہ ہو جائیں گے کہ Benazir Bhutto, on the way out

جناب چیئرمین: جی جناب اعوان صاحب

جناب احمد سعید اعوان: جناب چیئرمین اس ایڈجرنمنٹ موشن کی admissibility

کے بارے میں عرض کرنا چاہوں گا رولز ۱۰۰ کے تحت پہلی جو اُس کی condition ہے ۱۰۰ سکی

"It shall raise an issue of urgent public importance" - ہے urgency

اب urgency اور public importance کیا ہے۔ یہ کتاب چھپی اور دفاتر میں چلی گئی اور اس اسٹیج پر اس پر ایڈجرنمنٹ موشن لانا میں سمجھتا ہوں کافی delay کے بعد ہے اور جس مقصد کے لئے یہ لانا چاہیئے۔ وہ ختم ہو چکا ہے میں اس سلسلے میں Practice and Procedure M.N.Kaul, age 416, and para

کا حوالہ دیتا ہوں urgency کی definition یا ضرورت جو ہے ایڈجرنمنٹ موشن کے لئے عرض کرنا چاہوں گا

"The crucial test always is as to whether a question proposed to be raised has suddenly and created an emergent situation of such a character that there is a *prima facie* case of urgency and the House must leave aside all the other business?"

جناب والا! اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا یہ ایشو اتنا اہم ہے ہمیں اس کو دیکھنا ہے اور اسی کے صفحہ ۴۲۱ پر بھی ہے

"A matter to be urgent must have arisen suddenly in the nature of an emergency."

اب اس کی بنیادی شرط یہ ہے کہ ایمرجنسی ہو جس سے پوری قوم پورا ملک ایسی گمبھیر صورت میں پھنس گیا ہے اور اس پر discussion کرنا بہت ضروری ہے اب ایک کتاب چھپی ایک کتاب purchase ہو گئی اور ویسے بھی جناب والا! ایک منسٹر کی discretionary powers ہیں وہ جس چیز کو چاہے اپنی powers کے اندر purchase کر سکتا ہے۔ جناب والا! صدر پاکستان ایوب خان کی کتاب Friends Not Masters بھی خریدی گئی تھی وہ بھی تمام سکولوں میں لگائی گئی تھی اس وقت بھی پروفیسر غفور صاحب نے یہ ایڈجرنمنٹ موشن دی تھی اور یہ اس وقت reject ہو گئی تھی کہ یہ کتاب ہے پڑھنے لکھنے کی چیز ہے اس پر کسی قسم کا اعتراض نہیں ہونا چاہیئے ۔۔۔

جناب چیئرمین : اس کا حوالہ دے سکیں گے آپ یہ جو پروفیسر غفور صاحب کا

[Mr. Ahmad Saeed Awan]

فرما رہے ہیں۔

جناب احمد سعید اعوان : جناب وہ میں دے دونگا میں نے پڑھا ہے

میں آج بھی تلاش کر رہا تھا میرا خیال ہے کہ وہ Decisions of the Chair. میں ہے

اس کے ساتھ میں عرض کروں گا دوسری صورت کہ یہ ویسے بھی ایڈجرنمنٹ موشن نہیں بنتی یہ

ویسے رول ۲۲۵ میں آ جاتی تھی جس کے اوپر میں جناب کی توجہ صفحہ ۲۲۴ کول کی کتاب کی طرف

دلانا چاہوں گا۔

"A matter even of a very recent occurrence is not urgent if an opportunity for its discussion will arise in the ordinary course of business within a reasonable short time."

تو اس لئے جناب والا! میری submission یہ ہوگی اس کی

urgency نہیں تھی۔ اگر یہ چاہتے تو یہ رول ۲۲۵ کے اندر move کرتے تو اس پر سیر حاصل

بحث ہو سکتی تھی اور کرنا چاہیں تو اب بھی اس میں کوئی ممانعت نہیں ہے اور اب یہ

اتنی لیٹ ہو چکی ہے۔ کہ اس کی افادیت ختم ہو چکی ہے، میں آپکی توجہ DECISIONS OF

THE CHAIR 1972-75 کی طرف دلاتا ہوں

پروفیسر خورشید احمد : یہ آپ نے رول ۲۲۵ کہا ہے

جناب احمد سعید اعوان : جی ہاں -

پروفیسر خورشید احمد : ۲۲۵ تو یہ ہے کہ

"In case of a grave disorder arising in the Senate t Chairman may, if he thinks necessary...."

جناب چیئرمین : پروفیسر صاحب، وہ actually نیشنل اسمبلی کے رولز

کی بات کر رہے ہیں۔

He is actually referring to rule 194 of the Rules of Procedure of the Senate.

(مداخلت)

ٹھیک ہے جی، اگر آپ حوالہ ڈھونڈ دیں کہ پہلے کسی کتاب پر اسی قسم کا فیصلہ آیا ہے

تو I will be grateful

جناب احمد سعید اعوان : میں ڈھونڈ کر بتاتا ہوں۔

جناب چیئرمین : ڈاکٹر صاحب، آپ ذرا ڈھونڈ دیں in the meantime ۔

Mr. Ahmad Saeed Awan: This is a ruling on an adjournment motion at page 36 of the Decisions of the Chair 1972-75, National Assembly.

It says, "Adjournment motion losing urgency or public importance, ruled out". تو اس رولنگ کے سہارے پر انہوں نے رولنگ یہ دی ۔

> "This adjournment motion has lost its urgency. A similar adjournment motion was moved in the Senate which was ruled out of order by the Chairman of the Senate on the ground that the matter is not urgent".

یہ رولنگ ایک ٹیکنیکل کے بند ہونے پر ہے ۳۶ میری submission یہ ہے کہ اب اڈجرنمنٹ کی urgency جو ہے جو اس کی importance ہے وہ ویسے ہی ختم ہو چکی ہے کہ کتابیں خرید لی گئیں ۔ تقسیم ہو گئیں ۔ تو اس سے کوئی ایسا مسئلہ پیدا نہیں ہوا کہ جس پر اس سینیٹ کو غور کرنا چاہیے ۔ یہ ایسا مسئلہ نہیں کہ جس کے متعلق ہم یہ کہیں کہ urgency موجود ہے یا اس کے اندر کوئی ایسی چیز ہو گئی ہے ، یہ ایک کتاب ہے ، یہ چھپی ہے ، اس پر خوشی ہونی چاہیے اب کس کا mind ہے کہ وہ اسے پڑھے یا نہ پڑھے لیکن اگر کوئی لٹریچر آتا ہے تو اس کے پڑھنے پر کوئی قدغن نہیں ہونی چاہیئے ۔

جناب چیئرمین : وزیر صاحب کی جو instructions تھیں وہ کس تاریخ کو issue کی گئیں ۔ کہ بھئی ، یہ خریدی جائیں ۔

جناب احمد سعید اعوان : یہ پروفیسر صاحب بتلائیں گے ۔ کیونکہ ...

جناب چیئرمین : انہوں نے تو اخبار کا حوالہ دے دیا ہے ۔

جناب احمد سعید اعوان : میں تو یہ کہتا ہوں کہ کوئی تحریر نہیں ہے ۔ اب اخبار جو چاہے لکھ دے ...

جناب چیئرمین : آپ اس کی صحت سے deny کرتے ہیں ۔ ---

جناب احمد سعید اعوان : جی ہاں ، میں deny کرتا ہوں کوئی order in writing نہیں گیا ہے ۔ کوئی ہدایت نہیں دی ہے ، میں نے دیکھا ہے جی ۔

پروفیسر خورشید احمد : یہ جناب میرے پاس موجود ہے۔

جناب چیرمین : پروفیسر صاحب، آپ کے پاس موجود ہے۔

جناب احمد سعید اعوان : یہ ان کے پاس اخبار ہے ۔

پروفیسر خورشید احمد : جی نہیں کہ صرف اس خط کی فوٹو کاپی ہے، اس کا نمبر ہے۔

جناب چیئرمین : یہ آپ مجھے دیں ۔

جناب احمد سعید اعوان : سر، یہ چونکہ ایڈجرنمنٹ موشن کے ساتھ نہیں لگی، اگر یہ ساتھ لگا دیتے، یا مجھے پیش کر دیتے۔

پروفیسر خورشید احمد : آپ کی فائل میں موجود ہوگی۔۔

جناب احمد سعید اعوان : نہیں، جناب والا! میں عرض کر رہا ہوں کہ ایڈجرنمنٹ موشن جب آپ نے پیش کی ہے تو یہ بھی ساتھ لگاتے کیونکہ ایڈجرنمنٹ پیش کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ documents ساتھ لگائے جاتے ہیں جن کی بنیاد پر یہ پیش ہو رہی ہے۔ تو جناب چیرمین صاحب، مجھے چونکہ یہ کاپی نہیں دی گئی، let me see

جناب چیرمین : ذرا مجھے دکھائیں۔

سید فصیح اقبال : لیٹر موجود ہے۔

پروفیسر خورشید احمد : لیٹر کی فوٹو کاپی ہے، یا یہ claim کیجئے کہ یہ غلط ہے forged ہے۔

جناب احمد سعید اعوان : دیکھ کر I will confirm it.

جناب چیرمین : یہ جو چٹھی ہے یہ پروفیسر صاحب، ۱۴ مارچ کو لکھی گئی ہے اور آپ کا موشن ۱۶ - اپریل کو آرہی ہے ۔

پروفیسر خورشید احمد : جب یہ اخبار میں آیا ہے اسی وقت ہی آپ کے نوٹس میں لایا گیا ہے۔

Mr. Chairman: But you know on a matter like this, urgency is an important aspect.

پروفیسر خورشید احمد : ۱۵ / اپریل کے اخبار میں یہ خط شائع ہوا ہے، اور اسی دن ہی میں نے آپ کو یہ موشن دے دی۔ میری موشن میں اور اس خبر کے چھپنے میں ایک دن کا فرق ہے ۔

<u>جناب چیئرمین</u> : میرے خیال میں ایک رولنگ ہے چیئرمین سینیٹ کی جس میں انہوں نے کہا ہے کہ

The delay is to be counted from the date of the incident and not necessarily, there can be exceptions I know, not necessarily from the day it appears in the press.

<u>پروفیسر خورشید احمد</u> : دیکھئے ناں کہ اس میں دو فرق ہیں ایک صورت تو یہ ہے کہ ایک آگ لگی، ایک accident ہوا ہے۔ اور اس accident کی خبر دو دن بعد چھپی یہ الگ چیز ہے لیکن ایک ایسی instructions جو گورنمنٹ نے issue کی ہے، وہ میرے علم میں یا کسی کے بھی علم میں اس وقت آئے گی جب وہ اخبار میں آئے گی اور میں نے جس وقت یہ اخبار میں شائع ہوئی ہے اس سے اگلے ہی دن ایڈجرنمنٹ موشن دے دی ہے۔

<u>جناب چیئرمین</u> : بہرحال اب یہ کتاب خریدی جا چکی ہے پیسے ادا ہو چکے ہیں یہ ہوگیا ہے غلط کر دیا گیا ہے۔

- <u>پروفیسر خورشید احمد</u>: جناب چیئرمین صاحب، آپ یہ سوچیئے کہ کتنا غلط precedent قائم ہو رہا ہے، ہمارا مقصد تو یہ ہے کہ ہم اس دروازے کو بند کریں۔ کہیں ایک روپیہ بھی ناجائز استعمال ہونا غلط ہے چہ جائیکہ ڈیڑھ لاکھ روپیہ خرچ کر دیتے ہیں ایک ایسی سیاسی کتاب کو پھیلانے کے لئے جو کہ اس موشن کی بنیاد بنی، یہ بات غلط ہے۔ رولز آف بزنس کو اٹھا کر دیکھ لیجئے وزیر کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ اپنی discretion میں جو چاہے خرچ کر دے discretionary grant جو ہے وہ ایک ہزار روپیہ ماہانہ ہوا کرتی ہے وہ آپ بے شک دیں۔

<u>جناب احمد سعید اعوان</u> : آپ موشن لے آیئے، اس پہ discussion کر لیں لیکن یہ ایڈجرنمنٹ موشن نہیں بنتی ہے۔

<u>پروفیسر خورشید احمد</u> : یہ یہاں اسی لیے لایا گیا ہے کہ اسے ڈسکس کیا جائے۔

<u>جناب چیئرمین</u>: پروفیسر صاحب، ٹھیک ہے قاضی صاحب، آپ کچھ کہنا چاہ رہے ہیں

<u>قاضی عبداللطیف</u> : میں تو جناب والا، یہ گزارش کروں گا کہ آپ نے فرمایا کہ کتاب بیچی جا

چکی ہے ، رقم ادا کی جا چکی ہے ، اس کا مقصد تو یہ ہے کہ اگر عدالت یہ کہے کہ چور نے چوری کر لی تھی مال اُس نے کھا لیا ہے ، اس کے بعد اب کیا کرنا چاہتے ہو ۔ ہم کہتے ہیں کہ خزانہ اُس نے لوٹ لیا ہے ، بے جا خرچ کیا ہے

Mr. Chairman: Thank you Qazi Sahib.

Senator Prof. Khurshid Ahmed has given notice of an adjournment motion for discussion based on a news item appearing in Daily 'JASARAT' dated 15th of April, 1989. According to this report the Federal Ministry of Industries and Commerce had issued a direction to eight corporations to purchase a book written by Mohtarma Benazir Bhutto, Co-Chairperson of the Pakistan Peoples Party titled 'Benazir — the way out', and had further directed that one thousand copies of this book be purchased. The direction was issued to various Corporations under the control of the Ministry of Industries.

The honourable mover has drawn my attention to the letter dated March 14, 1989, which has been issued by Mr. R.B. Phulpoto, PS to the Minister for Commerce, Government of Pakistan directing various Corporations, namely, Trading Corporation of Pakistan, Export Promotion Bureau, Rice Export Corporation, Cotton Export Corporation, State Life Insurance Corporation, National Insurance Corporation, Pakistan Insurance Corporation, Ghee Corporation of Pakistan and the Utility Stores Corporation to purchase the aforementioned book. The letter also states that this has the approval of the Minister for Commerce, Industries and Local Government. According to the honourable mover, this is not a valid expenditure of the corporations which are constituted under either some Act or Instrument where the objectives of the said corporations have also been given.

The honourable Minister of State for Information and Broadcasting has opposed the adjournment motion primarily on the ground that this is not a matter of urgent public importance which calls for adjournment of the House to consider this matter. He has drawn my attention to a decision which has been given in the book 'DECISIONS OF THE CHAIR 1972-75' page 36, where an adjournment motion was moved regarding the shutting down of industries from Karachi to Gharo due to defects in the Karachi Nuclear Plant. The

Minister concerned contended that the defects had been removed and the matter no longer remained urgent or of public importance. In view of this statement of the Minister the motion was ruled out of order.

I have considered the matter and I am of the opinion that since the book has been purchased, the money has been paid, no useful purpose would be served by having further discussion on this matter. I, therefore, feel that the motion is hit by Rule 75 (a) which stipulates that a motion to be admissible shall raise an issue of urgent public importance. The purpose of the mover has been served by bringing the matter to the notice of the honourable Minister and I have no doubt he will take appropriate measures in this regard in future. So, this is ruled out of order. Thank you.

(Interruptions)

Mr. Chairman: I think half an hour is over, so we will move to the next item on the agenda. Which is the matter under discussion?

۲ میرے خیال میں پراچہ صاحب کا آئیٹم پہلے کر لیں۔ پراچہ صاحب یہ آپ کر لیں آئیٹم نمبر ۳

AUDIT REPORTS OF CENTRAL ZAKAT FUND — LAID

Mr. Ihsan-ul-Haq Piracha: Mr. Chairman Sir, I beg to lay before the Senate copies of Audit Reports of the Central Zakat Fund for the Zakat year, 1405-06 A.H., as required by Section 11(4) of Zakat and Ushr Ordinance, 1980 (Ordinance No. XVIII of 1980).

Mr. Chairman: The Reports stands laid.

بعد منیر خورشید صاحب صوبائی خود مختاری کے مسئلے پر آج آپ کی باری ہے۔ جی حسن اے شیخ صاحب، آپ کیا کہنا چاہ رہے ہیں۔

Mr. Hasan A. Shaikh: Sir, there is a writ petition going on in Karachi which is fixed on 25th. Some of us, at least one of us have to be there, I will have to go on 24th. On 25th it starts in the morning at eight O'clock and the Chief Justic comes in at 8.15 a.m. So, would there be any consideration to give me a chance earlier than that to speak here, I mean out of turn?

[Mr. Chairman]

Mr. Chairman: Certainly. When would you like to take this opportunity? May be after Prof. Sahib if he finishes his speech earlier.

جناب شیخ صاحب، کتنا وقت لگ جائے گا آپکی تقریر میں؟

Mr. Hasan A. Shaikh: I am prepared.

پروفیسر خورشید احمد: کتنا وقت ہے آج ہمارے پاس؟

جناب چیئرمین: میرے خیال میں دو بجے تک تو چلنا چاہیئے۔ تاکہ شیخ صاحب کو بھی وقت مل جائے۔

پروفیسر خورشید احمد: جی بالکل ضرور ملے گا۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے جی۔

FURTHER DISCUSSION ON THE MOTION RE: QUANTUM OF PROVINCIAL AUTONOMY.

پروفیسر خورشید احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا بے حد ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے اس اہم مسئلے پر اظہار خیال کا موقع دیا۔ جناب والا! یہ مسئلہ جتنا اہم ہے اتنا ہی نازک بھی ہے۔ اس لیے میں اس ایوان کے تمام ارکان سے بڑے ادب کے ساتھ اس بات کی درخواست کروں گا کہ اس نازک مسئلے کو ہم اسطرح take up کریں کہ جو توازن درکار ہے ملک کے معاملات کو سمجھنے اور حل کرنے میں وہ کسی طرح بھی متاثر نہ ہو۔۔۔

[At this stage the Chairman vacated the Chair which was occupied by the Deputy Chairman (Syed Muhammad Fazal Agha)]

پروفیسر خورشید احمد: جناب والا! میں ایک جملے میں اس بات کو اس طرح کہنا چاہتا ہوں کہ پاکستان ہماری ہی نہیں اور صرف اس برصغیر کے ان تمام مسلمانوں ہی کی نہیں جنہوں نے اس کے قیام کی جدوجہد میں حصہ لیا تھا بلکہ سارے دنیا کے مسلمانوں کی امیدوں کا مرکز ہے۔ اس کو ہر خطرے سے بچانا، اسے مضبوط سے مضبوط تر کرنا، یہ ہماری کوشش، ہماری منزل ہمارا مقصد ہونا چاہیئے۔ اور اس میں یہ تفریق کہ صوبے کمزور ہوں اور مرکز مضبوط ہو اور یا صوبے مضبوط ہوں اور مرکز کمزور ہو میری نگاہ میں صحیح نہیں ہے۔

ہمارا ہدف یہ ہے کہ یہ ملک مضبوط ہو اس کا مرکز بھی مضبوط ہو اور اس کے صوبے بھی مضبوط ہوں البتہ یہ سب قانون کے تحت دستور کے مطابق اور باہم اتفاق رائے سے اور تعاون سے ہمیں انجام دینا ہے۔ میرا ہدف یہ ہوگا کہ پاکستان مضبوط ہو جس کے معنی یہ ہیں کہ مرکز مضبوط ہو اور صوبے مضبوط ہوں اور ان کے درمیان صحیح توازن اور صحیح تعاون ہو۔

جناب والا! جو معروضات میں آپکی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں آپ کی اجازت سے میں اُن کو تین حصوں میں آپکے سامنے رکھوں گا۔ پہلی چیز جسے میں بہت اختصار سے لونگا جو میری نگاہ میں ریکارڈ کو درست کرنے کے لئے ہے اس کا بھی اس ایوان کے اور پوری قوم کے سامنے آنا اور بار بار آنا بے حد ضروری ہے وہ یہ ہے کہ پاکستان صرف اُن صوبوں یا اُن علاقوں کے کسی فیصلے کی بناء پر وجود میں نہیں آیا جو خوش نصیب علاقے تھے جنہیں پاکستان کا حصہ بننا پڑا۔ بنگال، آسام کے کچھ حصے، پنجاب، سندھ بلوچستان، صوبہ سرحد، ٹرائیبل ایریاز، پاکستان کے قیام کے لئے برصغیر کے تمام مسلمانوں نے جدوجہد کی، قربانیاں دیں۔ مُسلم لیگ کی زیر قیادت، قائد اعظم کی زیر قیادت یہ تحریک ملک کے گوشے گوشے میں پشاور سے لے کر چاٹگام تک چلی، اور اس تاریخی جدوجہد کے نتیجے میں پاکستان بنا۔ بلا شبہ جن علاقوں پر پاکستان بنا، وہ یہی علاقے ہیں لیکن ہمیں ان حقائق کا انکار نہیں کرنا چاہیے کہ پاکستان مسلمانانِ برصغیر کی تمناؤں کا حاصل اور کوشش کا نتیجہ ہے، اور اس پر سب کا حق ہے یہ سب کے لئے بنا ہے۔

اس سلسلے میں جناب والا! میں زیادہ لمبی بات نہیں کرنا چاہتا۔ لیکن ریکارڈ درست کرنے کے لئے یہ بات ضرور کہنا چاہتا ہوں کہ تحریک پاکستان کے قائدین نے پاکستان کے قیام کو ہندوستان کے مسلمانوں کے مسئلے کے حل کے طور پر پیش کیا یہ نہیں تھا کہ محض چند علاقوں کی آزادی درکار تھی بلکہ اس لئے تھا کہ اسلام کا مستقبل، مسلمانوں کا مستقبل اسی صورت میں اس برصغیر میں تابناک ہو سکتا تھا کہ مسلمانوں کو ایک آزاد ریاست قائم کرنے کا موقع ملے۔ جناب والا! مسلمان پورے ملک پر پورے برصغیر پر ایک ہزار سال تک حکمران رہے اور انکی ایک فطری خواہش تھی کہ جب برطانوی سامراج یہاں سے جائے تو اس کے

[Prof. Khurshid Ahmed]

آنے سے قبل جو تھیں یہاں حکمران تھیں اقتدار اُن کو ملے۔ یہ ایک معروف طریقہ ہے کوئی نئی بات نہیں۔ بیسویں صدی میں آپ کو پتہ ہے کہ اسپین پر Franco نے قبضہ کر لیا لیکن جب Franco مرا ہے تو جو خاندان اُس سے پہلے حکمران تھا اقتدار اس کو منتقل کیا گیا۔ اٹلی نے لیبیا پر قبضہ کر لیا تھا لیکن جب اٹلی کا سامراج وہاں سے گیا ہے تو جو خاندان حکمران تھا اقتدار اسکو دیا گیا Morocco میں فرانسیسی سامراج آیا لیکن جب Morocco آزاد ہوا۔ تو جو سامراج کے آنے سے پہلے حکمران تھے اُنکو اقتدار دیا گیا مسلمان اس غلط فہمی میں رہے کہ انگریز کے جانے کے بعد ہمیں اقتدار ملے گا اور اگر آپ دیکھیں تو تحریک خلافت کے پیچھے یہی فکر کام کر رہی تھی اور ہندوؤں نے بھی یہ بات تحریکِ خلافت میں دیکھ لی تھی کہ مسلمان وہ قوت ہے کہ اگر وہ اس طرف اُٹھ گئے تو پھر آزادی کے بعد ہندو کو وہ مقام نہیں مل سکے گا جو ہم حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے جب جمہوریت یعنی Westerndemocracy کا تصوّر پیش کیا گیا تو مسلمانوں نے اس بات کو سمجھ لیا کہ اگر برصغیر ایک رہتا ہے تو ہندوؤں اور غیر مسلموں کو اس میں ستر پچھتر فیصدی کی اکثریت حاصل ہوگی اور مسلمان آزاد نہیں ہو سکیں گے اسلام آزاد نہیں ہو سکے گا وہ اپنے تصورات کے مطابق اپنے معاملات کو طے نہیں کر سکیں گے اس لئے وہ قوم جسکی نگاہ پورے برصغیر پر تھی اُس نے اتفاق کیا اس بات سے کہ وہ علاقے جہاں مسلمانوں کو اکثریت حاصل ہے وہ پاکستان بنیں یہاں آزاد مسلمانوں کی ریاست قائم ہو اور یہ ریاست اسلام کی علمبردار ہو قرآن و سُنت کے قانون کے مطابق کام کرے اور برصغیر کے تمام مسلمانوں کے لئے یہ امان گاہ ہو۔ اور قائدِ اعظمؒ نے یہ بات بھی فرمائی کہ وہ لوگ جو ہندوستان میں رہ جائیں گے خود انکے زندگی انکی Honour انکی آزادی کے لئے بھی پاکستان Safety valve کا کام کرے گا۔ پاکستان کی مضبوطی سے انہیں وہ حیثیت حاصل ہوگی کہ وہ عزت سے وہاں اپنی زندگی گزار سکیں گے۔

جناب والا! یہ تھا پس منظر جس کے تحت پاکستان وجود میں آیا ہے اور اگر آپ نے اس کو نظر انداز کر دیا او جھل ہونے دیا اس سے کوئی بے وفائی کی تو آپ کبھی بھی پاکستان کو نہ مضبوط ہونے دیں گے نہ مضبوط کر سکیں گے نہ پاکستان اپنا مثبت کردار ادا کر سکے گا دوسری بات جناب والا! اس ضمن میں قائد اعظم کا ایک جملہ دہراؤں گا۔ اِن کے الفاظ یہ تھے۔

'I say without fear of contradiction that Muslim India is one and Pakistan is our demand.'

انہوں نے فرمایا۔

'As I said; I also belong to a minority province but let seventy million of our brothren establish their *raj* but it is not only that if there is any safeguard known in the world for minority provinces, the most effective safeguard is the establish[illegible] of Pakistan.'

اِس کے آگے انہوں نے یہ کہا ہے، ہم اِن چیزوں کو بھول گئے ہیں آج کر

'W[illegible] not going to start with 'quarrels'. We shall have enough to do and they will have enough to do in India but if they begin it and our minorities are ill treated, Pakistan cannot remain a passive spectator. If Britian in Gladstones time can intervene in Arminia in the name of the protection of minorities, why should it not be right for us to do so in the case of our minorities in Hindustan if they are oppressed.

یہ قائدِ اعظم کے الفاظ ہیں جناب والا! جو انہوں نے اپنے خطبے میں ۱۹۴۶ میں کہے۔ جناب والا! دوسری بات جو میں ریکارڈ درست کرنے کے لیے کہنا چاہتا ہوں کہ میرے بھائیوں نے ۱۹۴۰ کی قرارداد کو refer کیا ہے۔ وہ قرارداد ایک تاریخی قرارداد ہے۔ وہ بنیادی اہمیت کی حامل قرارداد ہے لیکن جناب والا! اِس قرارداد کو باقی تمام قرار دادوں، اعلانات اور خود اس کے پس منظر سے ہٹا کر نہیں دیکھا جا سکتا۔ جس وقت مارچ ۱۹۴۰ کی قرارداد مرتب ہوئی ہے اس وقت پس منظر تھا ۱۹۳۵ کا انڈین ایکٹ اور اس میں Federation اور provinces کا جو مقابلہ تھا وہ اس بنیاد پر تھا کہ Fideration غیر مسلم اکثریت کے ہاتھوں میں تھی اور مسلمانوں کا مطالبہ تھا کہ provinces کو وہ حیثیت دو تاکہ یہ فیڈریشن جو غیر مسلموں کے ہاتھ میں ہے ہمارے حقوق، ہمارے معاملات میں مداخلت نہ کر سکے اور ہمیں اِن سے تحفظ مل سکے یہی وجہ ہے کہ اس میں جو الفاظ استعمال کئے گئے ان کو اگر پس منظر سے کاٹ کر دیکھا جائے تو غلط معنی پہنائے جا سکتے ہیں اسی لئے اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ ۱۹۴۰ء کی قرارداد کے بعد پھر ۱۹۴۶ء میں جو Legislators Convention ہوا اس میں بات کو مزید واضح کیا گیا اور ۱۹۴۰ء کی قرارداد اور ۱۹۴۶ء قرارداد دونوں مل کر در اصل تصور پاکستان کو صحیح صحیح مکمل شکل میں پیش کرتی ہیں اور اس میں یہ بات صاف کہی گئی ہے کہ

[Prof. Khurshid Ahmed]

'Whereas in this vast subcontinent of India a hundred million Muslims are the hierophants of afaith which regulates every department of their life; educational, social, economic and political whose code is not confined merely to spiritual doctrines and tenants or rituals and ceremonies and which stands in sharp contrast to the exclusive nature of Hindu Dharma Philosphy, cast system etc., etc.

اس کے بعد پھر پوری طرح trace کیا گیا ہے اور پھر کہا گیا ہے کہ ہمارا ہدف کیا ہے۔

'Whereas the Muslims are convinced that with a view to save Muslim India from the domination of the Hindues and in order to afford them full scope to develop themselves according to their genius it is necessary to constitute a sovereign independent state comprising Bengal and Asam in the North East Zone and the Punjab, North West Frontier Province, Sindh and Baluchistan in the North West Zone.

اس کے بعد کہا جاتا ہے کہ

That the Zones comprising Bengal and Asam in North East Punjab, North West Frontier Province, Sind and Baluchistan namely Pakistan's 'zones where the Muslims are in dominant majority be constituted into a sovereign independent state and that an unequivocal undertaking be given to implement the establishment of Pakistan without delay. The two separate constitution making bodies be set up by the people of Pakistan and Hindustan for the purpose of framing their respective Constitutions. That the minorities in Pakistan and Hindustan be provided with safeguards on the lines of the All India Muslim League resolution passed on March 23, 1940 at Lahore. That the acceptance of the Muslim League demand of Pakistan and its implementation without delay are the *sine qea non* for the Muslims League cooperation and participation in the formation of interim government in centre.

جناب والا! یہ ۴۶ء کا وہ ریزولیوشن ہے جس نے ۴۰ء کے ریزولیوشن کی تعمیر کی اسے قابل حصول شکل دی۔ اور اس کی بنیاد پر پھر تین جون ۴۷ء کی سکیم کے تحت پاکستان کا اعلان ہوا اور ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان وجود میں آیا ان میں سے ان چاروں چیزوں کو الگ نہیں کیا جا سکتا ان کو ساتھ لینا ہو گا اور ہم جب اپنے مستقبل کی بات کر رہے ہیں میں ان

چاروں سن ہائے عیسوی کو سامنے رکھنا چاہیے اور کسی ایک کو in isolation لینا درست نہیں ہوگا۔

جناب والا! بہتائی وضاحت کے لئے بعد میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ اسلام کا بھی یہی مزاج ہے اور تاریخ کا یہ سبق ہے کہ اگر کوئی بالاتر وفاداری کا اصول ہو تو پھر لوگ جڑے رہتے ہیں اور اگر وفاداری کا کوئی اصول اور ضابطہ باقی نہ رہے تو پھر لوگ منتشر ہونے لگتے ہیں پھر چھوٹی چھوٹی وفاداریاں چھوٹے چھوٹے مفادات وجود میں آجاتے ہیں اسلام کا یہ کارنامہ ہے کہ اسلام نے ایک نظریے کو ایک اصول کو ایک نظام حیات کو ایک قانون کو قرآن وسنت کے دئے ہوئے نظام کو ہمارے لئے اتحاد کی بنیاد بنایا ہے اور اس کے تحت variety کا حقیقی اختلافات جائز اختلافات کا پورا پورا موقع دیا ہے تاکہ زبان کا فرق تمدن کا فرق معاشی تاریخی اور حالات کا فرق ان تمام کو نظر انداز کرنا ان کو eliminate کرنا یہ اسلام کے خلاف ہے یہ صحت مند اور ایک اچھی حکمت عملی کے خلاف ہے اسلام چاہتا ہے کہ تنوع رہے اختلافات رہیں لیکن اختلافات تفرقہ بازی کی طرف نہ لے جائیں۔ تصادم کی طرف نہ لے جائیں بلکہ ایک وسیع تر loyalty کا حصہ بن کر اس کے حسن کو بڑھائیں اور آگے بڑھنے کا ذریعہ بنیں تو unity in diversity یہ ہے اسلام کی strategy اور یہی وہ strategy ہے جس کی بنیاد پر ہم پاکستان کی صحیح تعمیر کر سکتے ہیں۔ اگر ہم نے ایسی unity قائم کرنے کی کوشش کی جو uniformity کی طرف لے جائے اور جبراً اختلافات کو ختم کرنا چاہیے تو یہ تصادم کا راستہ ہے یہ تباہی کا راستہ ہے لیکن اگر ہم نے گروہ بندی ethnicity کو خدا بنالیا اِن کی پوجا کی اور وہ چیز جو ہمیں جوڑنے والی ہے وہ چیز جو ہمیں ایک رکھنے والی ہے وہ اسلام ہے وہ پاکستان کی وحدت ہے وہ پاکستان کا ایک اکائی ہونا ہے اگر ہم نے اسے نظر انداز کیا تو ہم پھر کہیں بھی نہیں رک سکیں گے۔ تاریخ کا سبق یہ ہے کہ جو اس طرح بٹتے ہیں وہ پھر بٹتے ہی چلے جاتے ہیں اور پھر یہ اختلافات محلے میں گھر میں اور سگے بھائیوں میں آجاتے ہیں خدا کے لئے اس توازن کو اس یک رنگی کو اس اتحاد کو مستحکم کیجئے اور اس اتحاد کے تلے اختلافات و فرق" معاملات میں سوچنے کا انداز، علاقائی حقائق اور علاقائی ضرورت ہے ان تمام کا پورا پورا اہتمام کیجئے۔ جناب والا! میری نگاہ میں بگاڑ کے اصل اسباب یہ ہیں

[Prof. Khurshid Ahmed]

سب سے پہلی چیز یہ کہ پاکستان بننے کے بعد وہ بنیاد جس پر پاکستان بنا یعنی اسلام، ہم نے اس نظام کو عملاً قائم کرنے کی کوشش نہیں کی۔ ہماری تعلیم ہماری معیشت ہمارا سیاسی نظام ہماری سماجی پالیسی ہماری انفارمیشن پالیسی، اِن تمام میں ہم نے سنجیدہ کوشش اسلام کے بتائے ہوئے اصول انصاف کو قائم کرنے کی نہیں کی جس کے نتیجے کے طور پر بگاڑ پیدا ہوگیا ہے۔

دوسری چیز جناب والا! یہ ہے یہ اسلام کا تقاضا بھی تھا اور یہی پاکستان کی تحریک کی بنیاد ہے پاکستان کسی آمر نے نہیں بنایا پاکستان مسلمانان ہندو پاک کی عوامی جمہوری جدوجہد کے نتیجے کے طور پر ووٹ کی طاقت سے وجود میں آیا میری نگاہ میں پاکستان میں حالات کو بگاڑنے میں بڑا دخل اس بات کا ہے کہ یہاں پر جمہوری نظام کو کام کرنے کا موقع نہیں دیا گیا۔ ۱۹۵۳ میں منتخب وزیراعظم کو کان پکڑ کے نکال دیا گیا ۱۹۵۴ میں دستور ساز اسمبلی کو ایک بیوروکریٹ صدر نے توڑ دیا بڑی مشکل سے ۱۹۵۶ میں دستور بنا ۱۹۵۸ میں ایک اور فوجی حکمران نے آکر کے اس دستور کو ختم کر دیا دس سال یہ آمرانہ نظام مختلف شکلوں میں رہا اس کے بعد اس آمر نے اپنے بنائے ہوئے دستور کے مطابق اسمبلی کے سپیکر کو اقتدار نہ دیا بلکہ چیف آف آرمی سٹاف سے کہا کہ اقتدار پر قبضہ کر لو جسے بعد میں سپریم کورٹ نے کہا کہ نہ اسے دینے کا اختیار تھا اور لینے والا غاصب تھا اس کے بعد جناب والا! پاکستان دولخت ہوگیا پھر ایک سول مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر نے ایک عبوری آئین دیا اس کے بعد ڈرامہ رچایا گیا کہ صدر کے پاس سارے اختیارات ہوں اگر صدر کے اختیارات نکالے جاتے ہیں تو ٹھیک ہے پھر وزیراعظم کو سارے اختیار ہوں اور صدر اس کا تابع مہمل بن کر رہے، بالآخر ۱۹۷۷ کے حالات پیدا ہوئے پھر ووٹ کے تقدس کو پامال کیا گیا اور پھر مارشل لاء آیا اور اس مارشل لاء نے جو ۹۰ دن کے لئے آیا تھا اس نے آٹھ سال تک حکمرانی کرنے کی کوشش کی، ۱۹۸۵ میں انتخابات ہوئے اور اب ہم اس دور سے گزر رہے ہیں تو جناب والا! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ دوسرا بنیادی سبب پاکستان کے حالات کے بگاڑ کا یہاں اِس کا جمہوریت سے محروم رہنا اس کے نتیجے کے طور پر ملک کے سارے علاقوں میں لیکن خاص طور پر چھوٹے صوبوں میں اقتدار میں شرکت سے محرومی ہے انہوں نے محسوس کیا کہ ہمارا کوئی کردار نہیں ہے اس ملک کے سیاسی فیصلوں میں، اس ملک

کی ایڈمنسٹریشن میں اس ملک کے معاملات کے اندر اور یہ sense of deprivation تھا جس نے ان کو غلط راہوں پر ڈالا۔

جناب والا! یہ بات بھی آپ کے سامنے رہنی چاہیئے کہ ان آمروں نے جمہوریت کو ہدف تنقید اور ہدف مذاق بنایا انہوں نے الفاظ مختلف استعمال کیے لیکن ہر ایک کی کوشش تھی کہ controlled democracy ہو، کوئی بنیادی جمہوریت لایا، کوئی controlled democracy لایا، کسی نے اسلام کا نام لے کر کے سیاسی پارٹیوں کے اوپر پابندیاں لگائیں اور غیر جماعتی جمہوریت لایا، یہ تمام کی تمام چیزیں غلط تھیں اور ان کا نتیجہ یہ پیدا ہوا کہ ملک میں احساس محرومی پیدا ہوا اور خاص طور پر چھوٹے صوبوں کے اندر اس نے تلخیاں پیدا کیں اس کے ساتھ ساتھ جناب والا! آپ یہ بات بھی اپنے سامنے آپ رکھیں کہ سیاسی پارٹیوں کا کسی بھی ملک میں اپنا ایک کردار ہوتا ہے سیاسی پارٹی ایک پروگرام لے کر آتی ہے سیاسی پارٹی اصولوں کی بنیاد پر قومی قیادت کی بنیاد پر لوگوں کو منظم کرتی ہے سیاسی پارٹی ملک کے دستور، ملک کے اعلی ترین ادارے اور عوام کے درمیان ایک زینہ ہوتی ہے ایک راستے کا ذریعہ ہے جب سیاسی پارٹیاں نہیں ہوتیں۔ پھر کیا ہوتا ہے، پھر علاقائیت، پھر برادری، پھر زبان کا تعصب۔ پھر مقامی معاملات گویا کہ پھر ہر شخص کی دلچسپی صرف اپنے حلقہ انتخاب اور اپنے مقامی معاملات تک ہوتی ہے لیکن جب سیاسی پارٹی آتی ہے جس نے بیک وقت سندھ بلوچستان پنجاب سرحد میں بھی عوام کو approach کرنا ہے عوام کو ساتھ لے کر چلنا ہے تو وہ ایک معتدل قومی پالیسی دیتی ہے وہ ایک توازن قائم کرنے کی کوشش کرتی ہے وہ مرکز اور صوبے دونوں کے مفادات کا خیال رکھتی ہے لیکن سیاسی پارٹیوں کو دس سال نکال باہر کر دینے سے میدان سے نکال دینے سے یہ خرابیاں پیدا ہوئیں جس کے نتیجے کے طور پر ہم چھوٹے چھوٹے تعصبات میں مبتلا ہوتے چلے گئے

پھر جناب والا! میں آپ سے اجازت چاہوں گا بات ذرا سخت ہے لیکن کہنی چاہیئے۔ کہ اس ملک میں حکمرانی بیوروکریسی کی رہی ہے یا فوج کی رہی ہے یہ بھی بیوروکریسی کی ایک شکل ہے اور اگر آپ ان کی کمپوزیشن کا مطالعہ کریں تو آپ یہ دیکھیں گے کہ ان میں تمام صوبوں کے افراد کو ان کے اپنے حق کے مطابق نمائندگی حاصل نہ رہی اس کے اسباب جو

[Prof. Khurshid Ahmed]

بھی ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان اسباب کو جلد از جلد دور کرنا چاہیئے لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ بیوروکریسی کی کمپوزیشن اور فوج کی کمپوزیشن اِن میں چند علاقوں کو بلکہ میں تو کہوں گا کہ چند ضلعوں کو غلبہ حاصل ہے جو empirical studies ہوئی ہیں فوج کے بارے میں اِن سے معلوم ہوتا ہے کہ تین اضلاع پنجاب کے اور دو اضلاع سرحد کے dominate کر رہے ہیں، ہم talent کے حق میں ہیں ہم چاہتے ہیں کہ جو لوگ اپنی جان دینے کا جذبہ رکھتے ہیں آگے بڑھتے ہیں ان کی عزت کریں لیکن حقائق سے انکار نہیں کر سکتے اور چونکہ فوج اور بیوروکریسی دونوں نے سیاسی نظام اپنے ہاتھوں میں لے لیا تھا بلکہ اغوا کر لیا تھا اِس لیئے ان کا non-representative ہونا ایک structural خرابی ہے جس کی بنا پر باقی تمام علاقوں میں باقی تمام صوبوں میں باقی تمام لوگوں میں محرومی کا احساس بڑھا ہے۔

پھر جناب! اس کا اگلا سبب ہماری غلط معاشی حکمت عملی رہی ہے ہم نے مغرب کی اندھی تقلید میں وہ معاشی حکمت عملی اختیار کی جس کے نتیجے کے طور پر چند Islands of development وجود میں آگئے چند growth poles وجود میں آگئے جن کے نتیجے کے طور پر معاشی عدم مساوات regional imbalance, disparity پیدا ہوئی ہیں ہم نے یہ فلسفہ بگھارا اور پہلا develpment plan جو بنا ہے اِس کے documents کو پڑھ لیجئے جس میں یہ فلسفہ دیا گیا ہے کہ ہمیں ضرورت ہے اِس بات کی کہ ہم inequalities generate کریں اس لیے کہ یہ وہ راستہ ہے جس سے ہم capital formation کر سکتے ہیں یہ ایک تباہ کن راستہ تھا۔ میں معاشیات کے ایک ادنیٰ طالب علم کی حیثیت سے جانتا ہوں کہ earliest models سے لیکر آج کے World Bank Dvelopment Study تک یہی وہ فکر ہے کہ جس پر تمام کی تمام planning کی growth ہوئی اور ہماری نگاہ میں یہ غلط ہے یہ خام ہے یہ تباہ کن ہے اِس کے نتیجے کے طور پر پچھلے چالیس سال میں دنیا کے کسی ایک ملک میں حقیقی معاشی ترقی نہیں ہو سکتی لیکن ہمارے ہاں تو اِس نے یہ ستم ڈھایا کہ مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان دونوں کو ایک دوسرے سے پھاڑ دیا اِس کے نتیجے کے طور پر معاشی محرومی کا احساس غریب اور امیر میں بھی پیدا ہوا اور علاقوں میں بھی پیدا ہوا اور مشرقی پاکستان کے چلے جانے کے بعد

بھی ہم نے کوئی سبق نہیں سیکھا اور اسی development study پر کام کرتے رہے۔ بلکہ بھٹو صاحب کے دور میں nationalization کے نام پر public sector کے نام پر سارے معاشی وسائل مرکزی حکومت کے ہاتھوں میں آگئے اور اس طرح جو پہلے صوبوں کو تھوڑا بہت حق حاصل تھا وہ اس سے بھی محروم ہو گئے اگر آپ چوتھا پانچ سالہ منصوبے کا جو کہ introduce نہیں کیا جا سکا تھا مطالعہ کریں تو آپ یہ پائیں گے کہ صوبے Development Plan کا تقریباً ۴۸ فیصد handle کر رہے تھے اور مرکز صرف ۵۲ فیصد deal کر رہا تھا لیکن ۱۹۷۰ کے عشرے میں مرکز کے ہاتھوں میں اقتدار اور معاشی قوتوں کے ارتکاز کی بنا پر کم ہو کر کے صوبوں کا حصہ صرف ۲۰ فیصد رہ گیا، یہی سلسلہ ضیاء صاحب کے مارشل لاء کے دور میں بھی جاری رہا جو نیجو حکومت نے اس بات کی کوشش کی کہ اسے تھوڑا سا بدلیں لیکن وہ بھی بمشکل چند فیصدی صوبوں کے حصے کو بڑھا سکے نتیجتاً پورے Development Planning کا تقریباً ۷۰ یا ۷۲ فیصدی مرکز کے ہاتھوں میں ہے اور صرف تیس فیصدی بلکہ ۲۸ فیصدی صوبوں کے ہاتھوں میں ہے۔

جناب والا! یہ جو ارتکاز ہوا ہے اس کے نتیجے کے طور پر صوبوں میں فطری طور پر Economic deprivation کا احساس پیدا ہوا ہے ان کے حقیقی مسائل حل نہیں ہو رہے ہیں ون یونٹ آپ نے قائم کیا جس کے نتیجے کے طور پر سندھ میں بلوچستان میں سب سے زیادہ بے اطمینانی پیدا ہوئی۔ اور حقیقی بنیادوں پر پیدا ہوئی اس لئے کہ انہیں سیاست، عدل، معاشی ترقی ہر چیز کے لیے لاہور آنا پڑتا تھا اس کے بعد بھٹو صاحب کے دور میں صوبے بحال رہے لیکن ان کا جو سوشلسٹ فلسفہ تھا جس کے نتیجے میں انہوں نے مرکز کے ہاتھوں میں معاشی اقتدار جمع کر لیا تھا مالی قوت جمع کر لی تھی تقریباً دو سو پبلک کارپوریشنیں مرکز کے تحت تھیں اور صوبوں کے پاس صرف کوئی چالیس پنتالیس۔ اگر آپ ان کی مالی قوت دیکھیں تو وہ بہت ہی کم ہے اس کے نتیجے کے طور پر پھر صوبوں میں وہی صورتحال پیدا ہوئی۔ ضیاء صاحب کے مارشل لاء دور میں پھر کسی بغیر ایک قسم کا وہی سلسلہ بڑھ گیا جس کا نتیجہ یہ ہے کہ یہ دونوں پہلو یعنی معاشی انصاف اور معاشی توازن یعنی Economic Balances, Regional Equity یہ دونوں حاصل نہ ہو سکے اور یہ وہ چیز ہے جس کے نتیجے میں بے روزگاری پیدا ہوئی۔ عدم تحفظ پیدا ہوا، فسادات رونما ہوئے کراچی کے پھیلاؤ

[Prof. Khurshid Ahmed]

پر پابندی لگا دی گئی کہ کراچی کا مزید expansion نہ ہو جس کے نتیجے کے طور پر کراچی کے لوگوں میں بیروزگاری پیدا ہوئی اور حاصل کچھ نہ ہوا کیونکہ ہوا یہ کہ جس سرمائے کو کراچی میں جانا تھا بلکہ جو کراچی میں جا چکا تھا وہ صرف ٹرانسفر ہو گیا آپ کے نئے Development Zone میں، میں اس تفصیل میں نہیں جاتا لیکن جناب والا! میری نگاہ میں اس کا چوتھا فیکٹر یہ رہا ہے کہ آپ کی معاشی حکمت عملی غلط تھی اور اس کے نتیجے میں آپ نے عدم مساوات پیدا کی آپ امیر اور غریب کے درمیان توازن ملک میں قائم نہیں کر سکے عام شہری معاشی ترقی کے پھل سے بہرہ ور نہ ہو سکا اور ملک میں Regional Imbalances پیدا ہوئے۔ صوبوں کے اندر بھی اور صوبوں کے درمیان بھی۔

جناب والا! پانچویں چیز تعلیم ہے۔ ایک نظریاتی مملکت میں تعلیم کا مرکز کے پاس ہونا سب سے زیادہ ضروری ہے لیکن ہم نے تعلیم میں دونوں قسم کی غفلت نظریاتی بھی اور quantitative بھی روا رکھی ہے اور ۱۹۷۲ء میں جب تعلیمی اداروں کو نیشنلائز کیا گیا تو اس کے بعد سے تعلیم میں وہ خرابی آئی کہ آج تک ہم سنبھل نہیں سکے۔ تعلیم کا normal quantitative expansion نہیں ہو رہا۔ کوالٹی نیچے جا رہی ہے ایک پرائیویٹ سیکٹر رونما ہو گیا ہے جو exploitative ہے اور ان میں کسی کو بھی ملک کے نظریہ سے ملک کے حالات سے ملک کی تاریخ سے ملک کے جغرافیے سے کوئی دلچسپی نہیں ہے نتیجہ یہ ہے کہ ان سارے فیکٹرز کے نتیجے میں وہ مسائل پیدا ہو گئے ہیں جنہوں نے آج ایک گمبھیر شکل اختیار کر لی ہے اور آج اگر ہم نے انہیں seriously حل کرنے کی کوشش نہ کی تو مجھے خطرہ ہے کہ آنے والے دن جو ہیں وہ ہمارے لئے زیادہ پریشانیاں لا سکتے ہیں

میں سمجھتا ہوں جناب والا! ہمارا ۷۳ء کا دستور اس پہلو سے ایک تاریخی دستاویز ہے۔ اس لئے نہیں کہ اسے ایسی اسمبلی نے بنایا تھا جو عوام کی نمائندہ تھی بلکہ اس لئے کہ اس دستور پر اس کے اصولوں کے اوپر اور اس کی خامیوں کے باوجود بحیثیت مجموعی قوم نے اتفاق رائے کر لیا تھا اسے قبول کر لیا تھا اور اس میں سب سے اہم چیز یہی تھی کہ Provincial autonomy پر سب پارٹیوں کے درمیان اتفاق رائے ہو گیا تھا لیکن جناب والا! مجھے دکھ سے کہنا پڑتا ہے اس دستور پر نہ Seventies میں عمل ہوا نہ Eighties میں عمل ہوا نہ

آج عمل ہو رہا ہے۔ میں بڑے ادب کے ساتھ اپنے اِن ساتھیوں سے عرض کروں گا اِن کے جذبات کا مجھے احترام ہے جو ایم آر ڈی کی provincial autonomy کے فارمولے کی بات کرتے ہیں لیکن میں اِن سے درخواست کروں گا۔ خدارا آئیے سب سے پہلے ہم اِس چیز کی کوشش کریں جس پر کوئی اختلاف رائے نہیں اور وہ یہ ہے کہ اِس دستور نے جو Provincial autonomy دی ہے آئیے ہم اس کو نافذ کریں اس نے جو ادارے بنائے ہیں اُن کو وجود میں لائیں اِس نے جو اقدامات تجویز کئے ہیں۔ ان پر ہم عمل کریں اور اگر ہم یہ کر لیں تو مجھے یقین کامل ہے کہ صوبوں کے بیشتر مسائل حل ہو جائیں گے لیکن اس کے بعد بھی اگر کچھ معاملات ایسے ہیں۔ جن پر افہام و تفہیم کی اور مشورے کی ضرورت ہے تو ہمیں اسی سپرٹ کے ساتھ کہ ہم سب اس ملک کا حصہ ہیں اور ہمارا ہدف نہ مرکز کو کمزور کرنا ہے نہ صوبوں کو کمزور کرنا ہے بلکہ ہمارا ہدف پاکستان کو مضبوط کرنا ہے اور اس کی مضبوطی کا انحصار اِن دونوں کی مضبوطی پر ہے ان میں کوئی بھی کمزور ہوتا ہے تو پاکستان کمزور ہوتا ہے اِس ٹارگٹ کو سامنے رکھ کر ہم آگے بڑھیں۔

اِس کے لئے جناب والا! اب میں آپ کی اجازت چاہتا ہوں کہ میں کچھ تجاویز آپ کے سامنے رکھوں جناب والا! سب سے پہلے میری تجویز یہ ہے کہ مرکز اور صوبوں کے درمیان جو 'War of Words' جو shooting war میں تبدیل ہو گئی ہے۔ ختم کر دی جائے رات ہی جو اعلانات آپ نے سنے یہ سب وہ تیر ہیں جو اِس جنگ میں پھینکے جا رہے ہیں میں یہ نہیں کہتا کہ یہ تیر صرف ایک ہی مقام سے پھینکے جا رہے ہیں یہ تیر اسلام آباد سے بھی پھینکے جا رہے ہیں یہ لاہور سے بھی پھینکے جا رہے ہیں لیکن ان سب تیروں سے پاکستان کا جسم چھلنی ہو رہا ہے اِس لئے جناب والا! میری پہلی گزارش یہ ہے میری پہلی درخواست یہ ہے پوری کا درد مندی کے ساتھ کہ ceasefire کیجئے۔ مرکز اور صوبوں کے معاملات میں اخباری جنگ Administrative War, Political War ختم کیجئے اور افہام و تفہیم کا راستہ نکالیئے افہام و تفہیم کا راستہ کیا ہے میری نگاہ میں وہ یہ ہے جس کے لئے سب سے اہم چیز ہے ایک ذہنی transition پیپلز پارٹی کی میری نگاہ میں سب سے بڑی سیاسی غلطی یہ ہے کہ نومبر ۱۹۸۸ء کے انتخابات میں جب کہ اسے ملک کے کل ووٹرز کے ۱۹ فیصد اور اِن لوگوں کا جنہوں نے ووٹ

[Prof. Khurshid Ahmed]

دیا ہے ۳۹ فیصدی ووٹ ملے اور وہ مرکزی اسمبلی میں سادہ اکثریت بھی حاصل نہ کر سکی لیکن اس نے اس حقیقت کو ماننے سے انکار کر دیا اور اس نے کوشش یہ کی کہ جتنا اعتماد عوام نے دکھایا ہے اس سے بڑھ کر قوت اپنے ہاتھوں میں حاصل کرے اور اس کے لئے غلط طریقے اختیار کرے اور جناب والا! یہی غلطی آئی جے آئی نے بھی کی میں آئی جے آئی سے متعلق ہوں جماعت اسلامی کا رکن ہوں لیکن مجھے یہ بات کہنے میں کوئی باک نہیں ملک کے ایک محب وطن شہری کی حیثیت سے کہ جس غلطی کا ارتکاب پی پی نے کیا ہے وہی ارتکاب اپوزیشن بھی کر رہی ہے۔ میری نگاہ میں دونوں غلط ہیں دونوں کو تسلیم کرنا چاہئیے کہ ہمیں محدود اختیار ملا ہے اور اس محدود اختیار کو ہم سنبھال کر کے صاف ستھرے انداز میں دیانتداری کے ساتھ استعمال کریں تو ایک modus operandi بن سکتا ہے مرکز اور صوبوں کے درمیان بھی تعلقات استوار ہو سکتے ہیں اگر کینیڈا میں مستقلاً مرکز اور صوبوں کے درمیان مختلف پارٹیوں کی حکومت ہے اگر جرمنی میں پچھلے ۴۰ سال میں کوئی ایک سال بھی ایسا نہیں گزرا جب کہ states اور مرکز میں ایک ہی قسم کی گورنمنٹ ہو ہندوستان میں چھ سے آٹھ صوبے میں وہاں پر مرکز سے ہٹ کر گورنمنٹ چل رہی ہے تو ہمارے ہاں کیوں نہیں چل سکتی ہمیں اس بات کو سمجھنا چاہئیے۔ ورنہ ہم ایک دوسرے کو تباہ کرنے کی کوشش میں کہیں اس ملک کو نقصان نہ پہنچا دیں اور اس ملک میں جمہوریت کے مستقبل کو تاریک نہ کر دیں اس لئے میری دونوں سے اپیل یہ ہے کہ وہ ہوش کے ناخن لیں اور اس راستے کو اختیار نہ کریں

جناب والا! دوسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ de-centralization of powers دستور کے تحت ضروری ہے آج تک یہ نہیں ہوا میں نے اس کا جتنا مطالعہ کیا ہے میں پورے ادب سے یہ بات کہنا چاہتا ہوں میری نگاہ میں پاکستان کی مرکزی حکومت کم از کم ۵۰ فیصدی وہ کام کر رہی ہے جسے اسے کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور دستور کے تحت وہ اس کی ذمہ داری نہیں ہے اس وقت جو divisions آپ کے ہیں وہ اہم یا غیر اہم ہیں اس کے ساتھ دوسرے سیکرٹریٹ اور Attached Departments ہیں میں نے ان کا مطالعہ کیا تو میں نے دیکھا کہ دستور میں ایجوکیشن ایک پراونشل سبجیکٹ ہے مرکز کے پاس صرف دو پہلو ایجوکیشن کے ہیں ایک curricula development اور دوسرا Education of

لیکن آپ نے Pakistanis afroadl or of non-Pakistanis in Pakistan
ایک ایسی ایجوکیشن منسٹری بنا رکھی ہے گویا کہ Unitary system ہے دستور کے تحت ہیلتھ
پراونشل سبجیکٹ ہے لیکن آپ نے آہستہ آہستہ ہیلتھ کے نام پر policy making
کے نام پر اتنی پاور grab کر لی کہ آپ کی مرکزی ہیلتھ منسٹری جو ہے وہ چاروں صوبوں کی
ہیلتھ منسٹری سے بھی بڑی ہے Food And Agriculture پراونشل سبجیکٹ ہے
مرکزی حکومت میں Food and Agriculture کی کوئی ضرورت نہیں ہے مرکزی حکومت
میں کوئی ہیلتھ منسٹری کی ضرورت نہیں ہے مرکز کے اندر کوئی انڈسٹری منسٹری کی ضرورت
نہیں ہے مرکز کے اندر لائیوسٹاک کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ مرکز کے
اندر Rural Development and Local government کی کوئی ضرورت نہیں ہے
مرکز میں Man power Ministry کی کوئی ضرورت نہیں ہے مرکز میں Special
Education and Social Welfare کی کوئی ضرورت نہیں ہے مرکز میں Cuture,
Sports Youth Affairs Ministry کی کوئی ضرورت نہیں مرکز میں Warks
and Housing کی ضرورت نہیں ہے Ministries آپ کی ایسی ہیں جن کو genuinely
صوبوں کو ٹرانسفر ہو جانا چاہیئے۔ اور مرکز میں آپ کے پاس صرف Co-ordinative
Ministry ہونی چاہیئے جناب والا! میں تھائی لینڈ کی مثال دیتا ہوں مجھے بھی وہاں جانے کا موقع
ملا اور میں نے وہاں کے حالات کو سٹڈی کیا تو مجھے تعجب ہوا کہ تھائی لینڈ کی ایجوکیشن منسٹری میں
ایک درجن افراد ہیں اس لئے کہ صوبے ایجوکیشن کو handle کرتے ہیں ان کا کام صرف اتنا
ہے کہ یہ coordinate کرتے ہیں اور وہ limited functions جو مرکز کے پاس
ہیں ان کو وہ handle کرتے ہیں لیکن ہم نے دستور کے علی الرغم تاریخ کے علی الرغم
آہستہ آہستہ اور اگر آپ دیکھیں کہ ان میں ہر ایک منسٹری کے Autonomous Institutions
کتنے ہیں Attached Departments کتنے ہیں تو ایک empire انہوں نے build
کر لی ہے اور اس کے برعکس صوبوں کا کیا حال ہے میں صرف آپ کو یہ اعداد و شمار دینا چاہتا
ہوں کہ ٹوٹل فنانسز آپ مرکز اور صوبوں کے لیں تو فیڈرل گورنمنٹ جو ہے ۷۲-۱۹۷۱ء میں جب کہ
پاکستان بنا ہم ہے اس وقت total Central revenues جو تھے ۸ء۵ بلین تھے یہ بڑھ

[Prof. Khurshid Ahmed]

کر ۸۵-۱۹۸۴ء میں ۵۲۶۴ بلین اور اب یہ ۷۰ بلین سے زیادہ ہیں لیکن اس کے برعکس اگر آپ سارے صوبوں کا Consolidated revenue لیں تو وہ ۷۳-۱۹۷۲ء میں صرف 7.08 بلین تھے ۸۵-۱۹۸۴ء میں بڑھ کر کے وہ تھری بلین ہو گئے یعنی ان میں ایک سے چار کا اضافہ ہوا ہے سارے صوبوں کو ملا کر کے اور صرف مرکز میں ایک سے گیارہ تک کا اضافہ ہوا ہے۔ یہ ایک disproportionate development ہے جو دستور کے خلاف ہے اسی لئے میں سمجھتا ہوں جناب والا! اس سلسلے میں بڑا اہم اقدام یہ ہونا چاہیئے کہ

real decentralization and devolution of power

تیسری چیز جناب والا! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس کے لیے مالی وسائل کی تقسیم بے حد ضروری ہے مالی وسائل کے بغیر صوبوں کو کوئی اختیار حاصل نہیں ہوگا۔ آج تک آپ کا پانی کی تقسیم کا مسئلہ حل نہیں ہوا، طے نہیں ہوا۔ فضل اکبر کمشن نے رپورٹ بنائی اور بڑی اچھی رپورٹ تھی مگر اس پر عمل نہیں ہوا۔ اس کے بعد ایڈمنسٹریٹو رپورٹیں بنتی رہیں۔ پھر اس کے بعد جسٹس حلیم نے ۱۹۸۳ میں اپنا ایوارڈ دیا آج تک اس کی ہوا قوم کو نہیں لگی۔ آپ جب تک پانی کی تقسیم کے مسئلہ کو حل نہیں کرتے آپ resources کے بارے میں، resources کی تقسیم کے بارے میں resources پر اختیار کے بارے میں، ایک بنیادی فیصلے کو pending رکھیں گے تو یہ صحیح نہیں ہوگا۔ تیسری چیز میری نگاہ میں یہ ہے کہ resources کی تقسیم کے بارے میں پالیسی جو ہے وہ واضح ہونی چاہیئے۔ اس کو ایک مرتبہ settle کر لیجئے۔ آپ دیکھیئے اس کے بعد آپ کے مسائل کیسے نہیں حل ہوتے۔ چوتھی چیز ہے ٹیکسیشن کا نظام، اس وقت شکل یہ ہے کہ مرکز سارے ٹیکسز وصول کر رہا ہے، اور اس کے بعد صوبوں کو پھر ان میں سے کچھ واپس کر دیتا ہے میری نگاہ میں یہ بالکل غلط ہے۔ مرکز کو چند متعین ٹیکسز اپنے پاس رکھنے چاہئیں باقی تمام ٹیکسز پر صوبوں کا حق ہے، کہ وہ خود لگائیں، وہ خود وصول کریں وہ خود خرچ کریں اور خود اپنے صوبے کی آبادی کے سامنے جواب دہ ہوں یہ وہ راستہ ہے جس سے آپ ان کو financial autonomy دیں گے یہ بے حد ضروری ہے اس کے بغیر صوبوں اور مرکز کے معاملات میری نگاہ میں حل نہیں ہو سکتے۔

میری چوتھی تجویز ہے کہ مالی معاملات کو فوری طور پر طے کیا جائے اور مالی کمشن صرف یہی طے

نہ کردیں کہ تقسیم اس طرح ہوگی بلکہ میں چاہتا ہوں کہ اس کا مستقل حل ہو، اور وہ حل یہ ہے کہ کون کون سے ٹیکس صوبے وصول کریں گے، اور کون کون سے میدان ہیں جہاں سے صوبوں کو ٹیکس وصول کرنے چاہئیں اور یہ ان کو دے دیجئے، وہ خود اس کو handle کریں۔

اس کے بعد جناب پھر اس بات کی ضرورت ہے کہ جو مرکزی ادارے coordination کے ہیں وہ وجود میں آئیں، جیسے کہ میں نے پہلے بھی کہا ہے، صوبائی رابطہ کمیٹی سے مجھے کوئی اختلاف نہیں لیکن میری نگاہ میں کونسل آف کامن انٹرسٹس کا وجود بے حد ضروری ہے۔ یہ ایک مستقل دستوری ادارہ ہے اور اسے بالکل اسی طرح کام کرنا چاہئے جس طرح کیبنٹ کی اقتصادی کمیٹی کام کرتی ہے کیبنٹ کی اقتصادی کمیٹی کے پاس اس کی باتیں جانی چاہئیں، لیکن سب سے پہلے ان تمام معاملات کو سی سی آئی کے اندر آنا چاہیے۔ اگر آپ اسے ٹھیک سے بنا دیتے ہیں تو یہ صوبوں اور مرکز کے درمیان تعلقات کو بہتر کرنے میں بہت بڑا کردار ادا کرے گی، یہ میری پانچویں سفارش ہے۔

چھٹی چیز جناب والا! یہ ہے کہ پلاننگ مشینری جو ہے چند مہینے مجھے بھی یہ ذمہ داری نبھانے کا موقع ملا ہے، اور میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ ہمارے ہاں صرف پلاننگ جو ہے at the apex ہے جب تک پلاننگ مشینری کو آپ نیچے district level تک نہیں لے جائیں گے، اس وقت تک اس ملک میں صحت مند معاشی پلاننگ نہیں ہوگی جب تک ہم پلاننگ محض ایکسپرٹس کے ذریعے سے، فارن مشیروں کے ذریعے سے، پلاننگ کمشن میں کریں گے، ہم کبھی بھی مسائل کو حل نہیں کرسکیں گے۔ میری نگاہ میں پلاننگ کمشن کے ساتھ ہر صوبے میں پلاننگ مشینری ہونی چاہئے ہر ضلع میں پلاننگ مشینری ہونی چاہئے اور projects کو نیچے سے آنا چاہئے اور بہت سے projects ایسے ہیں جن کو ضلع کی سطح تک ہی مکمل ہو جانا چاہیے، بہت سے ایسے ہیں جن کو صوبوں کی سطح تک مکمل ہو جانا چاہئے اور کچھ ایسے ہیں جن کو اوپر تک آنا چاہئے۔ اگر آپ پلاننگ کا vertical system develop کرسکیں، تو اس کے بعد ایک ایسا نظام بن جائے گا۔ جو structurally آپ کے معاشی مسائل کو حل کرنے کا اہل ہوگا۔

جناب والا! میرا ساتواں پوائنٹ یہ ہے کہ سرکاری کارپوریشنوں کے بارے میں review کیا جائے کہ ان میں سے کون سی کارپوریشنز مرکز کے پاس رہیں، کون کون سی کارپوریشنیں ایسی

[Prof. Khurshid Ahmed]

ہیں جو صوبوں کو دی جائیں یا کن کن کے لئے ضروری ہے کہ پراونشل بورڈز بنائے جائیں اور پراونشل بورڈز جو ہیں، وہ ان کے Provincial financial problems کو حل کریں اور اس معاملے میں، میں یاد دلانا چاہتا ہوں کہ خود محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ نے بھی ۱۹۸۵ میں اپنے ایک پیپر میں سندھ کے context میں یہ بات کہی تھی کہ ہم جب اقتدار میں آجائیں گے تو اس بات کی کوشش کریں گے کہ جن کارپوریشنوں کو ہم صوبوں کو نہیں دے سکتے ہیں ان کے بارے میں ہم پراونشل بورڈز بنائیں گے تاکہ بااختیار بورڈز صوبوں کے معاملات کو handle کر سکیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ معقول چیز ہے، اس پر ضرور عمل ہونا چاہئیے اس سے بہت فرق پڑے گا مالیاتی اداروں کے بارے میں جناب والا! میری رائے یہ ہے کہ ہمیں سب سے پہلی بات یہ کرنی چاہئیے کہ نئے جو مالیاتی ادارے قائم ہوں ان کے مرکزی دفاتر کو ان صوبوں میں قائم ہونا چاہئیے جہاں اب تک مالیاتی ادارے قائم نہیں ہوئے۔

پنجاب بنک پر ہمیں پریشان نہیں ہونا چاہئیے پنجاب بنک کا قیام جو ہے وہ دستور کے تحت ہے دستور میں اس بات کی گنجائش موجود ہے مگر ہم نے کبھی اس سے فائدہ نہیں اٹھایا۔ ہمیں اس پر خوش ہونا چاہئیے کہ ہر صوبہ اپنا بنک بنائے۔ ہمیں اس کی کوشش کرنی چاہئیے۔ کہ مختلف financial institutions جو نئے قائم ہوتے ہیں ان میں سے کوئی سرحد میں قائم ہو۔ کوئی بلوچستان میں قائم ہو۔ کوئی سندھ کے interior میں قائم ہو۔ کوئی لاہور میں قائم ہو، اور جن مالیاتی اداروں کے اس وقت ہیڈ کوارٹرز کراچی میں ہیں، ان کے بارے میں بھی میری تجویز ہے کہ ان کے متعلق پراونشل بورڈز بننے چاہیں اور اگر ان ہیڈ کوارٹرز کے ٹرانسفر کرنے میں کچھ دقتیں ہیں تو کم از کم مستقبل کا development اس طرح ہونا چاہئیے کہ جو ان کے regional units ہیں، وہ بااختیار بن سکیں۔

جناب والا! اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بات بھی کہنا چاہتا ہوں کہ جمہوریت عمل کا کوئی substitute نہیں۔ خدانخواستہ اگر اس ملک میں جمہوری عمل متاثر ہوتا ہے تو یہ صوبوں میں محرومی کے احساس کو مزید پیدا کرے گا، اس لئے اس بات کی پوری کوشش کی جانے کہ جمہوری عمل جاری رہے، پولیٹیکل پارٹیاں موثر ہوں اور اس پر غور کیا جائے کہ ہم انتخاب کا کوئی ایسا طریقہ نکالیں کہ جس میں زیادہ سے زیادہ اختیار نیشنل پارٹنر کو حاصل ہو اور یہ ضرور کیا جائے، جیسے

دنیا کے بہت سے ممالک میں ہے مثلاً جرمنی میں اگر کسی پارٹی کو ہر اسٹیٹ سے پانچ فیصدی ووٹ نہیں ملتے تو اسے پارلیمنٹ میں بیٹھنے کا اختیار نہیں ہے۔ ترکی میں اسی قسم کا قانون ہے، مصر میں اسی قسم کا قانون ہے اور میں یہ نہیں کہتا ہے کہ لازماً آپ اسی بات کو ہی لے لیں، میرا مقصد یہ ہے کہ سیاسی پارٹیاں ہوں اور یہ سیاسی پارٹیاں ملک گیر ہوں اور سیاسی پارٹیوں کے لئے یہ ضروری ہو کہ ہر صوبے میں انہیں سپورٹ حاصل ہو یہ راستہ ہے جس سے آپ فی الحقیقت structurally اس ملک کو جوڑے رکھ سکتے ہیں۔

جناب والا! میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ انتظامیہ اور فوج، ان دونوں میں باقی تمام صوبوں کے لوگوں کو مناسب نمائندگی دی جائے اور اس بات کی خصوصی کوشش کی جائے کہ ان کے لئے کیڈٹ سکولز قائم کئے جائیں۔ کیڈٹ کالجز قائم کیئے جائیں یہ بات بالکل غلط ہے کہ صرف چھ فٹ کا آدمی ہماری فوج میں لڑ سکتا ہے ہر علاقے کی مناسبت سے criteria مقرر کیجیے، میرٹ پر لیجیے لیکن سب کی طرف سے آنا ضروری ہے بیوروکریسی میں بھی اور فوج میں بھی۔

جناب والا! اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بات بھی کہنا چاہتا ہوں کہ جہاں میں اس بات کے حق میں ہوں کہ تعلیم صوبوں کے پاس ہو وہاں میں اس بات کو ضروری سمجھتا ہوں کہ کچھ پہلوؤں میں تعلیمی پالیسی میں یک رنگی ہو، variety بھی ضروری ہے، مقامی ضرورتوں کو پورا کیجیے لیکن اس کا اسلامی orientation تحریک پاکستان کی تاریخ ..... مجھے دکھ سے یہ بات کہنی پڑتی ہے، اور یہ میں کوئی ہوائی بات نہیں کہہ رہا ہوں میں نے خود بچوں سے سوال کیا ہے اور ہمارے سیکنڈری سکول کے بچوں کو پتہ نہیں ہے کہ مسئلہ کشمیر کیا ہے اس لئے کہ ہماری نگاہ میں تعلیم کے ذریعہ ان کو بتایا نہیں گیا ہے ہماری Information media نے ان کو بتایا نہیں ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ یہ چیزیں مرکز کے پاس ہوں اور مرکز اس بات کی کوشش کرے کہ تعلیمی نصاب کے اندر پاکستان کی تاریخ، مسلمانوں کی تاریخ، بنیادی اسلامی تعلیمات، پاکستان کا جغرافیہ، پاکستان کے مختلف علاقوں کے حالات یہ سب چیزیں ہوں طالب علم کو پڑھائی جائیں مسئلہ کشمیر سے بچوں کو روشناس کرایا جائے تاکہ وہ کل کو اچھا شہری بن سکیں۔

[Prof. Khurshid Ahmed]

جناب والا! یہ گیارہ تجاویز ہیں جن کی روشنی میں، میں سمجھتا ہوں کہ مرکزی اور صوبوں کے تعلقات کو بہتر بنایا جا سکتا ہے، دستور کے فریم ورک میں رہتے ہوئے، حقیقی autonomy دی جا سکتی ہے، میرا پہلا ہدف اور قابل حصول ہدف یہ ہے کہ دستور نے جو provincial autonomy ہمیں دی ہے اور یہ میں نے اس سے پہلے بھی ایک دفعہ کہہ چکا ہوں۔ ہندوستان کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہے، دنیا کے بہت سے ملکوں کے مقابلہ میں بہت زیادہ ہے وہ دی جائے، خدارا، اس autonomy کو حاصل کیجئے اور اس کے بعد گفت گو کا دروازہ کھلا ہوا ہے، اگر ہم محسوس کریں کہ مزید کسی تبدیلی کی ضرورت ہے مزید کسی improvement کی ضرورت ہے تو وہ افہام وتفہیم کے ذریعے، پارلیمنٹ کی کمیٹیوں کے ذریعے، سیاسی پارٹیوں کی مشاورت کے ذریعے، آل پارٹیز کانفرنس کے ذریعے، دستور میں اگر ضرورت ہو تو ترمیم کے ذریعے کی جا سکتی ہے لیکن اصل چیز دستور کی دی ہوئی autonomy کو اس کے الفاظ اور اس کی سپرٹ کے ساتھ نافذ کرنا ہے۔ یہ ہے ہمارے مسائل کا حل۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ، آنریبل منسٹر کی طرف سے بھی درخواست ہے کہ وہ پانچ دس منٹ بولنا چاہتے ہیں لیکن اس وقت میں سمجھتا ہوں کہ کوئی purpose serve نہیں ہوگا اس لئے کہ پہلے ممبر صاحبان بول لیں اور اس کے بعد آپ کو پورا موقع ملے گا۔

(Interruptions)

Mr. Hasan A.Shaikh: Point of order Sir.

Mr. Deputy Chairman: Shaikh Sahib only one minute, I am going to sort it out with him. I have noted your point. You are leaving, you want to speak I know that.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: انہیں پہلے وقت دے دیں، پانچ سات منٹ مجھے بھی دیں گے۔ سمجھتا ہوں کہ as a member میرا بھی حق ہے

Mr. Deputy Chairman: He can speak as a member. No harm, he can speak as a member, he is the member of the House.

(Interruptions)

Mr. Deputy Chairman: He will not speak again, some body else will be responsible.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: وہ تو ملک صاحب جواب دیں گے میں نہیں بولوں گا۔

Mr. Deputy Chairman: He is member of this House Dr. Sahib, no point of order. Shaikh Sahib, you do not want to speak today.

Mr. Hasan A. Shaikh: Sir, there are hardly 15 minutes, so if you please call me first on Sunday, I will speak. I cannot speak now because there are only fifteen minutes.

Mr. Deputy Chairman: First on Sunday then you are not leaving for Karachi.

Mr. Hasan A. Shaikh: In the afternoon.

Mr. Deputy Chairman: Sunday afternoon, O.K., Dr. Sahib, then your's will be the final speech. Dr. Sher Afgan.

جناب ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب چیرمین! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا ہے صوبائی خودمختاری ایک بہت ہی نازک اور ضروری چیز ہے اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ سابقہ ادوار میں انہی تضادات کی وجہ سے بہت سارے مسائل اس ملک میں پیدا ہوئے اور اگر ہم تمام اراکین پارلیمنٹ پولیٹیکل پارٹیز اور دوسرے جو ذمہ دار افراد ہیں جنہیں ہم عوام الناس کی رائے کا ذمہ دار سمجھتے ہیں اُن سے متفقہ طور پر ہم اس مسئلے کا حل نکالیں تو یہ ہماری مملکت کے لئے سود مند بات ہوگی اس کا ایک بنیادی فلسفہ ہے وہ یہ ہے کہ جیفرسن جو امریکہ کی تاریخ میں بہت اعلیٰ Legislator رہے انہوں نے بھی یہی کہا تھا کہ یہ بنیادی قانون جسے ہم constitutional law کہتے ہیں اس میں تبدیلی لائی جا سکتی ہے گو جلد نہیں لانی چاہیئے۔ لیکن اسکے لیئے انہوں نے کچھ چیزیں بیان کی ہیں کہ وقت کے تقاضے کے ساتھ مملکت کی ضرورت کے تحت اور عوام الناس کی ضرورت کے تحت، اگر اس Law میں ترامیم کرنی چاہئیں تو یہ بہتر ثابت ہوتا ہے بصورت دیگر اس کے نتایج بُرے ہو سکتے ہیں۔

اسی طریقہ سے حالات کے تحت 73ء کا آئین بنا۔ جسے ہم consensual document کہتے ہیں اسکی وجہ بھی یہی ہے کہ اس میں تمام خیالات کے لوگوں نے حصّہ لیا۔

تمام پارٹیوں کی رائے اس میں شامل تھی باہمی افہام و تفہیم سے یہ آئین بنایا گیا جو قابل قبول رہا۔ پھر اسکی وجہ یہ تھی کہ آپ نے دیکھا ہوگا کہ ہمارے ملک میں اور بھی آئین لاگو رہے ایک 1956 میں لاگو کیا گیا ایک 1962ء میں لاگو کیا گیا ایک ۱۹۷۲ء میں بھی لاگو ہوا تھا لیکن سب سے زیادہ قابل قبول دستور اس مملکت کے لئے اور بہت سارے لوگوں کے لئے یہی ہے اور اسکی بحالی کے لئے اور تمام تحاریک جو سابقہ ادوار میں چلی ہیں وہ یہ ظاہر کرتی ہے کہ یہ وہ واحد دستاویز ہے جو بنیادی طور پر اپنے اندر طاقت رکھتی ہے اور احساس شمولیت رکھتی ہے۔ اس کے لئے لوگوں کی چاہت اس لئے تھی کہ یہ ان کے تمام مسائل، مشکلات، ضروریات کو حل کرنے یا پورا کرنے کے قریب تر تھا اس بنا پر میں جو آپکے سامنے بات پیش کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ کوئی شک نہیں۔ یہ دستور جو ہے ایک organic law ہے، بدلنے والا ہے وقت کے ساتھ ساتھ یہ بدلا جا سکتا ہے لیکن اس سے قبل ایک چیز کی ہماری مملکت کو بہت ضرورت ہے جسکی طرف ہمیں توجہ دینی پڑے گی وہ یہ کہ اس ملک میں سابقہ ادوار میں جو دستور بنتے رہے ان میں ایک نقص تھا وہ یہ تھا کہ ہم نے یہ قانون جو مسلمہ قانون ہے اور اس کے تحت ادارے قائم ہوتے ہیں تمام عدالتیں قائم ہوتی ہیں تمام ہمارا کاروبار ہوتا ہے ہم نے اسے اپنی ذات کے لئے استعمال کیا، چند افراد نے اپنی ذات کے لئے استعمال کیا۔ اور اس طریقہ کار سے ہم نے اپنی قوم کو اپنے پاکستانی بھائیوں کو دستوری احساس نہیں دیا۔ ہمارے یہ فرائض میں شامل ہے کہ ہم بالکل وہ کام کریں جو ہماری مملکت کے مفاد میں ہو لیکن دستوری شعور بنیادی طور پر ہم سب نے پیدا کرنا ہے جب دستوری شعور پیدا ہوگا۔۔۔ اب یہی بات سمجھنے کی ہے کہ برطانیہ میں unwritten Constitution ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ انکی صدیوں کی کوشش اور struggle جو رہی ہے اس سے انکے اندر فطری طور پر دستوری شعور پیدا ہوا۔ اسی وجہ سے constitutional provisions ایسی ہیں جو enunciated principles of courts ہیں اور کچھ statue form میں ہیں۔ سادہ اکثریت سے اسکو بدلا جا سکتا ہے کیونکہ انکی جدوجہد اس ضمن میں صدیوں پر محیط ہے اور احساس ذمہ داری رہی ہے۔ لیکن بیان کیا ہے کہ ہم اس دستور کو ایک ہتھیار کے طور استعمال کرتے رہے ہیں اور میں یہ کہتا ہوں کہ یہ ہتھیار بجائے ان کے کہ یہ مملکت کے مفاد میں ہوتا ہم نے

اسکو اپنے مفاد میں ہتھیار کے طور پر استعمال کیا ہے۔ اور اسکو ہتھیار بنا کر تمام ادارے تباہ کئے ہم نے تمام وہ کام کئے ہیں جو ہماری صوابدید میں نہیں تھے جو ہماری طاقت میں نہیں تھے جب کبھی ہم نے چاہا یہ کام ایسے ہونا چاہئیے ہم نے اسے اپنے زیر کر لیا اپنے مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے تو میری یہ گزارش ہے ۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : آئندہ کے لئے ڈاکٹر صاحب کیا پروگرام ہے گذشتہ را صلوٰۃ ۔ یہ تو آپ فرما رہے ہیں جو گزر چکی ہیں باتیں ۔ کوئی آئندہ کے لئے فرمائیں ۔ تاکہ ہاؤس کو فائدہ ہو۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی ، جناب چیئرمین ! اس میں میری یہ گزارش ہے اس معزز ایوان سے بھی ، کہ دستوری سال منانا چاہئیے اس دن جو اس کا commencing day ہے دستوری شعور پیدا کرنے کے لئے اس پر آرٹیکل لکھیں تمام جو باشعور اور دستور سے واقف کار ہیں جو قانون دان ہیں جو محققین ہیں وہ دستوری شعور عوام الناس کو دیں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : اور ہم اور آپ اس پر عمل کریں ۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : دوسری بات یہ ہے کہ جب دستوری شعور پیدا ہو گا جب لوگوں کو احساس ہو گا کہ یہ دستور ہے اور اس کے تحت بنے ہوئے یہ ادارے ہیں تو انکی توجہ اس طرف بھی ہو گی کہ ہم بار بار جو مارشل لاؤں کا شکار ہو جاتے ہیں تو اس کے لئے ہمارے پاس کوئی حل ہونا چاہئیے جب تک ہم دستوری شعور سے شناسا نہیں ہوتے ۔۔۔ بلکہ اس کے لئے میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس 73ء کے آئین میں بھی بہت ساری تبدیلیاں لائی گئی ہیں اگر مملکت کے یہ مفاد میں ہیں عوام الناس کے مفاد میں ہیں پاکستان کے لئے یہ مفید ہیں تو اس کو یقیناً تمام مکاتب فکر تمام پارٹیاں بیٹھ کر شعوری طور پر اور صحیح طریقہ کار سے اسکو دیکھیں اور اگر اس میں مملکت کے لئے کوئی سودمند بات بنتی ہے یا اس میں جتنی خرافات ہیں وہ سب دور کر دیں ۔ چاہئیے وہ کسی قسم کی ہوں دین اسلام کے خلاف اگر کوئی آرٹیکل ہے وہ بھی نکالیں ۔ وقت کے تقاضے کے تحت ہماری مملکت اور پاکستانیوں کے لئے ہمارے اور ہمارے وجود کے لئے ، مثبت طریقہ کار کو اپنائیں ۔ افراد کو نہ دیکھیں ۔ ہم نے ان اداروں کو دیکھنا ہے مثلاً میں ایک ہی ادارے کی بات کرتا ہوں کہ پارلیمانی

[Dr. Sher Afgan Khan Niazi]

in the name of the نظام میں یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ تمام کام President, execute کرتی ہے لیکن اس میں یہ بھی مسلمہ حقیقت ہے

The President is the head of the nation but he cannot rule the nation. The President is supposed to be levelled as Chief Executive but he cannot use this authority. He is bound to act upon the advice of the Prime Minister.

Mr. Deputy Chairman: Not all these, Dr. Sahib, It is a constitutional interpretation. I am sorry to say Dr. Sahib, you don't indulge in the other powers of the President and the Prime Minister. You restrict yourself to the present adjournment motion. There are such conditions, sometimes he acts on the advice of the Prime Minister, sometimes he uses discretionary powers to defend the Constitution.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: یہاں پر میں particularise نہیں کر رہا۔

Mr. Deputy Chairman: Dr. Bisharat Elahi, on a point of order.

ڈاکٹر بشارت الٰہی: چیئرمین صاحب! یہاں بات ہو رہی ہے provincial autonomy کی۔

we are not talking about provincial autonomy. He is talking about certain issues arising out of the Constitution.

Mr. Deputy Chairman: Thank you Dr. Sahib, you have got a valid point.

جی ہاں ڈاکٹر صاحب Provincial Autonomy تک محدود رہیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جی ہاں سر! یہ اداروں کی بات ہے اداروں سے ہی تو تعین ہوگا کہ وفاق اور صوبوں کا کیا رشتہ ہوگا۔ کون کون سی طاقتیں انکے پاس ہونگی جیسے پروفیسر صاحب فرما رہے تھے کہ ہمارے پاس جو نمبر سیٹس ہیں انکے اندر specific subjects دیے ہوئے ہیں Federal Legislative List دو پلیٹ میں ہے پھر جو Concurrent List میں ہیں انکی وضاحت ہوگی یہ ایک Institution ہے۔ اب ہمارے دستور میں ایک chapter ہے۔

Relations between the Federation and the Provinces.

وہ بھی ایک institution ہے ایک طریقہ کار ہے ایک سکیم ہے میں
عرض کر رہا ہوں یہ طریقہ کار ہے دستور کے اندر، اگر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے اندر تضادات پیدا
ہو چکے ہیں یا اس میں سے ایسی چیزیں برآمد ہو چکی ہیں اور ان کو بدلنا ضروری ہو گیا ہے وہ وقت
کے تقاضے کے مطابق نہیں ہیں جو کل ہمیں اچھی نہیں لگتی تھیں ممکن ہے آج وہ ہمارے مزاج کے
مطابق ہیں وہ ہماری ضرورت ہوں تو اس میں کوئی شک نہیں کہ وقت کے تقاضے کے تحت حالات
کے تحت اگر کوئی چیز ضروری ہے تو وہ ہمیں بدلنی چاہیئے اس کے لئے دو ہی چیزیں میں نے
عرض کی ہیں۔ ایک ہے عوام الناس کا شعور کہ ان کو اس میں شامل کیا جائے دستوری شعور میں

دوسری بات یہ ہے کہ تمام بھائی دیں اپنے ملک کے لئے اس پر غور کریں یہ نہ کریں کہ
وقت کے تقاضے کے مطابق فلاں شخصیت کے لئے یہ اختیارات بہت ہو گئے ہیں۔ چاہے وہ
نظام تباہ ہی کیوں نہ ہو جائے نہ یہ بات نہیں ہے بات یہ ہونی چاہیئے کہ یہ ہماری قوم کے لئے ہو
چاہے کوئی بھی کسی شکل میں برسر اقتدار آئے Individuals کی بات نہ ہو بلکہ
Institutions کی ہو اب میں مثال دیتا ہوں امریکہ میں ہر چار سال کے بعد ایک صدر آتا ہے
پھر دوسرا آ جاتا ہے۔ کبھی تاریخ نے صدور کے حوالے سے بات نہیں کی وہاں کوئی صورت حال
ہو وہ ادارے کام کرتے رہتے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میں یہ گزارش کروں گا کہ اس تحریک التواء میں کسی صدر کے
حوالے سے بات نہیں ہو رہی صرف Provincial Autonomy پر بات ہو رہی ہے اور
۱۹۷۳ء کے Constitution کے Framework میں تقریباً سارے ممبر حضرات بولے
ہیں اس پر اگر آپ کوئی روشنی ڈالیں تو اس ایوان کی بھی رہنمائی ہو گی آپ اگر اس sue
کو اتنا complicated کریں گے کہ اس میں ایک ہزار باتیں indirectly
آپ involve کر رہے ہیں تو میں سمجھ رہا ہوں کہ adjournment motion کے
scope سے آپ باہر جا رہے ہیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب والا! آپ صحیح فرما رہے ہیں بات یہ ہے کہ جب

[Dr. Sher Afgan Khan Niazi]

دستور تبدیل ہوگا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ڈاکٹر صاحب آپ اس کے لئے legislation کریں آپ اس کے لیے amendments لائیں جیسے بھی مرضی کریں ایوان میں کوئی پابندی نہیں ہے گورنمنٹ لاسکتی ہے لیکن اس وقت جو adjournment motion ہے اس کا اپنا ایک yardstick ہے اس کے اندر آپ رہیں میری گزارش ہے اس پر آپ بات کریں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: میں بھی تو یہی گزارش کر رہا ہوں کہ provinces کے لیے ہمیں یہ سٹیں نکالنی ہونگی۔ ہمیں ان کو صحیح حقوق دینے ہوں گے ان کے لیے لسٹ باقاعدہ بنانی پڑے گی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: وہ lists تو بنی ہوئی ہیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: نہیں جناب اس میں تو دو چیزیں ہیں ایک ہے Federal Legislative List دوسری ہے Concurrent Legislative List جس میں at a time Provincial Assembly or Parliament legislate کر سکتی ہے یا دونوں کر سکتی ہیں۔ اس کا مطلب ہے وفاق کے پاس بھی طاقت ہے اور صوبے کے پاس بھی۔ اور اس میں یہ شرط بھی ہے Concurrent Legislative List میں اگر Act of Parliament پاس کر دیا جائے گا جو اس Provincial Act سے متصادم ہو یا ان میں consensus نہ ہو تو وہاں پارلیمنٹ کا ایکٹ Superior Act تصور ہوگا اور صوبائی اس سے inferior ہوگا لہذا Application of that Act of Parliament Inferior will be ther اسی پر ہر روز ہمارے ہاں جھگڑا بنا ہوا ہے کہ اس پر specific restrictions ہوں کہ یہ یہ مسائل صوبے کے ہیں یہ یہ مسائل وفاق کے ہیں۔

Mr. Deputy chairman: Sir, what do you suggest now?

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ جناب والا! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ individuals کے تحت جا کر ہم یہ صورت حال پیدا نہ کریں

Mr. Deputy Chairman: There is no individual involved in this adjournment motion.

(INTERRUPTIONS)

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: میں general principles عرض کر رہا ہوں یہی میری گزارشات تھیں کہ اس میں Provinical Autonomy کے لئے جو اگر دستوری ترمیمات چاہئیں تو اس میں میں ان تمام اپنے بھائیوں سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ مل جل کر Consensus سے جو بہتر ہے ہمارے وفاق اور صوبوں کے لئے دونوں کے لئے مملکت کے لیے تو ضرور اس کی طرف بڑھیں اور صورت حال کو بہتر بنائیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: بہت شکریہ ڈاکٹر صاحب۔

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: That is a personal opinion.

Mr. Deputy Chairman: And this brings us to the end of the day. The House is adjourned to meet again on Sunday, the 24th September, 1989, at 10.00 A.M.

[The House then adjourned to meet again at ten O'clock in the morning on Sunday, the 24th September, 1989].

———:0:———